فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (القرآن)

(26) 102

(178)

مُحَدِّث

السلفيہ

مدیر: حافظ عبدالرحمن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی

www.KitaboSunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ

مُحدِّث

لاہور

جلد ۔ ۲۰ | محرم/صفر ۱۴۱۰ھ مطابق اگست ستمبر ۱۹۸۹ء | عدد ۔ ۱/۲

اس شمارے میں

۱۔ فکر و نظر

خطبۂ استقبالیہ از شیخ الجامعہ — اداریہ — ۲

۲۔ الکتاب والحکمۃ

ترجمان القرآن — نواب صدیق حسن خانؒ — ۱۱

۳۔ تحقیق و تنقید

(الف) جواب آں غزل..... — محمد رمضان سلفی — ۳۲

(ب) حدیث من مثّی دانا منہ پر تحقیق — انفازی عزیز — ۴۴

۴۔ تذکرۃ المشاہیرؒ

امام دارمیؒ — عبدالرشید عراقی — ۵۸

۵۔ تبصرۂ کتب

مضامین مجیب — از پروفیسر غلام نبی معاون — ۶۲

مجلس ادارت

حافظ عبدالرحمن مدنی

مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی

مولانا محمد رمضان سلفی

مولانا عبدالرحمن کیلانی

مولانا عبدالقوی لقمان

بدل اشتراک

زرِ سالانہ ۔ ۵۰ روپے

فی پرچہ ۔ ۵ روپے

دفتر رابطہ

۹۹ جے ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور ۱۴

فون: ۔ ۸۵۲۸۹۷

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے۔ ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

ناشر: حافظ عبدالرحمن مدنی، طابع: چوہدری رشید احمد، مطبع: مکتبہ جدید پریس، چوک گوالمنڈی، ریلوے روڈ لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ) کی تقسیمِ اسناد

۱۱ - جولائی ۱۹۸۹ء بروز منگل کلیۃ الشریعۃ ۹۱ - بابر بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے متصل وسیع سبزہ زار میں جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ) کی تقریب تقسیم اسناد زیر صدارت بقیۃ السلف حضرت مولانا حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی منعقد ہوئی جس میں مہمانِ خصوصی جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ قائم مقام چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ تھے۔ اس تقریب کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ عید و جمعہ کے اجتماعات کی طرح خواتین و حضرات دونوں میں سے دینی و سماجی خدمات انجام دینے والی نمایاں شخصیات نے شرکت کی۔ خواتین کے لئے مکمل باپردہ نشست کا اہتمام کیا گیا تھا۔ واضح رہے کہ جامعہ ہذا میں علمی اور تحقیقی کام کے علاوہ اسلامی ویلفیئر ٹرسٹ کے نام سے غربت و جہالت کے خاتمہ کے لئے رفاہی اور دعوتی سلسلہ بھی جاری ہے جس میں مردانہ اور زنانہ دو الگ الگ ونگ کام کر رہے ہیں۔ ایک طرف مجلس تحقیق اسلامی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

— المعہد العالی للشریعة والقضاء، کلیة الشریعة، مدرسہ رحمانیہ وغیرہ ہیں تو دوسری طرف تسیں کے قریب دعوت و تعلیم کے حلقہ جات ہیں جن میں سے کئی مستقل تعلیمی مراکز کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ مہمان خصوصی جناب جسٹس رفیق تارڑ صاحب نے جہاں جامعہ کے مختلف شعبوں سے فارغ ہونے والے ۵۰ طلباء کو اسناد دیں وہاں امسال جامعہ کی طرف سے ریاض، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی اسلامی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیمی وظائف حاصل کرنے والے گیارہ طلباء کو "الوداع" بھی کیا۔ اس تقریب کے آرگنائزر معروف قانون دان جناب محمد اسمٰعیل قریشی صدر ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس اور جامعہ کی معہد شریعت وقضاء کے پہلے بیج کے فضلاء تھے۔

اس موقعہ پر شیخ الجامعہ حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے جو خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور مہمان خصوصی نے جن خیالات کا اظہار فرمایا وہ ہدیہ قارئین ہیں (ادارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَى الْاِنْسَانِ، بِتَعْلِیْمِ الْقُرْاٰنِ وَالْبَیَانِ، وَعَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ، اَحْمَدُهٗ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا۔ اَمَّا بَعْدُ۔

عزت مآب جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ صاحب دام اقبالہ قائم مقام چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ، مہمانانِ ذی وقار، فاضل اساتذہ اور علمائے کرام!

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

اللہ تعالیٰ کا یہ خصوصی لطف وکرم ہے کہ آج ہم مجلس التحقیق الاسلامی کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیرِ اہتمام جامعہ لاہور الاسلامیہ کے مختلف شعبوں المعہد العالی للشریعۃ والقضاء، کلیۃ الشریعہ اور مدرسہ رحمانیہ کی تیسری تقریب تقسیمِ اسناد زیرِ صدارت بقیۃ السلف حضرت مولانا حافظ محمد یحییٰ عزیز صاحب منعقد کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے یہ امر انتہائی مسرت کا باعث ہے کہ اس تقریب میں ایوان ہائے عدل و انصاف کے جج اور وکلاء حضرات، جامعات کے سربراہان، انتظامیہ کے ذمہ داران، مایۂ ناز علمائے دین و شریعت، اساطینِ صحافت اور فاضل اساتذہ، خواتین و حضرات تشریف فرما ہیں۔

حضرات گرامی!

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پاکستان دین و علم کے اعتبار سے بھی ترقی پذیر ممالک میں سے ہے جہاں شریعت و فقہ کے ماہرین قلیل تو ضرور ہیں لیکن اسلامی جذبہ و جہاد کی حد تک پاکستان پوری اسلامی دنیا میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح ماہرینِ قانون کی تعداد اگرچہ تھوڑی ہے تاہم ان میں ایسی باوقار شخصیتیں موجود ہیں جنہوں نے دیانتداری اور عدل و انصاف کے میدان میں روشن مثالیں قائم کی ہیں۔ ہمارے ممدوح جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ صاحب اُنہی میں سے ایک ہیں۔ آپ پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ کی مقدس روایات کے امین ہیں جن کی شرافت اور رواداری بھی مسلّمہ ہے۔ آپ اپنی قانونی بصیرت کے ساتھ ساتھ اپنے بلند اخلاق و کردار کی بناء پر اعلیٰ اور ماتحت عدلیہ میں خاص احترام سے دیکھے جاتے ہیں جبکہ آپ دینداری اور روشن خیالی کی جامع شخصیت بھی ہیں۔ یہی صفات اور غیر جانبداری الیکشن کمیشن پاکستان میں آپ کی اعلیٰ کارکردگی کا سبب ہے۔

مہمانانِ گرامی قدر!

آج کے مبارک اجتماع کی مناسبت سے میں اس ادارے اور اس کے چند شعبوں کا مختصر تعارف پیش کرنا چاہتا ہوں جس کی تقریب میں شریک ہو کر آپ ہماری عزت افزائی کا باعث بنے ہیں۔ اس ادارے کا ایک پہلو علمی اور تحقیقی کام ہے جس کے تین مراحل ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اعلیٰ ثانوی درجہ : جس کا نام مدرسہ رحمانیہ ہے جو ایک اقامتی درسگاہ ہے اور اس میں طلبہ کو تعلیم کے ساتھ ساتھ قیام و طعام کی ساری سہولتیں مفت میسر ہیں۔ اس درسگاہ میں مڈل یا میٹرک کے بعد چار سے چھ سال کا کورس ہے جس میں صبح کے اوقات، شریعت و فقہ اور عربی زبان کے مروجہ علوم کے لئے ہیں تو شام کے اوقات میں میٹرک، ایف اے، بی اے کی تیاری کرائی جاتی ہے۔ اس کے کورس کا معادلہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹیوں سے ہے۔ اسی بناء پر عرب ممالک کی یونیورسٹیاں یہاں سے فراغت حاصل کرنے والوں کو اعلیٰ تعلیمی وظائف کے لئے اہمیت دیتی ہیں۔

۲۔ کلیۃ الشریعۃ

یہ بھی مفت اقامتی درسگاہ ہے جس میں مدرسہ رحمانیہ سے فراغت پانے والے یا دیگر عربی مدارس کے منتہی طلباء داخل ہو سکتے ہیں۔ داخلہ کی اہلیت دینی حلقوں کی معروف اصطلاح "موقوف علیہ" ہونی چاہیئے۔ جس کے بعد عموماً مدارس میں دورۂ حدیث ہوتا ہے۔ ایسے منتہی طلبا کو نہ صرف شریعت و فقہ اور عربی علوم کا ایک جامع کورس کرایا جاتا ہے بلکہ پاکستان میں مختلف وفاق المدارس کی آخری سند کو جب یونیورسٹی گرانٹ کمیشن اور وزارت تعلیم وغیرہ نے ایم اے (عربی۔ اسلامیات) کے برابر قرار دیا تو اسے کل سرکاری ملازمتوں کے لئے قابل قبول بنانے کی یہ شرط رکھی کہ اس کے ساتھ بی اے سطح کے تین اضافی مضامین عربی اسلامیات کے علاوہ بھی پاس کرنے ضروری ہوں گے لہٰذا کلیۃ الشریعہ میں ایسے مضامین کی تیاری بھی کرائی جاتی ہے گویا اس کا معیار ایم اے ہوا۔

۳۔ المعہد العالی للشریعۃ والقضاء :

اس میں داخلہ کا معیار ایم اے یا ایل ایل بی ہے۔ یہ دو سال کا ڈپلومہ کورس ہے اس کے حاملین کو بھی سعودی یونیورسٹیاں بڑی اہمیت دیتی ہیں۔ قبل ازیں ۶۰ کے قریب طلباء بیرونی تعلیمی وظائف حاصل کر چکے ہیں۔ جن کی اکثریت تعلیم مکمل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے واپس پاکستان آچکی ہے۔ ان حضرات کی خصوصی اہمیت یہ ہے کہ ایم اے یا ایل ایل بی کے بعد چار پانچ سال مزید اعلیٰ تعلیم میں لگا چکے ہیں اور قانون کے ساتھ ساتھ عربی زبان اور شریعت سے بھی واقف ہیں۔ مجلس التحقیق الاسلامی نے ترجمہ و تحقیق کے کام میں ایسے حضرات سے استفادہ کی کوششیں جاری رکھی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں قانون اور عملی زندگی سے متعلق متنوع پہلوؤں پر ایک بیش بہا تحقیقی کام بھی ہوا ہے لیکن یہ کام حکومتی اداروں کی بھرپور توجہ کے بغیر ملی ضرورتوں کا کفیل نہیں بن سکتا۔ اگرچہ یہ پہلو خوش آئند ہے کہ گزشتہ سال شریعہ ریسرچ کونسل کی زیر نگرانی ایسے حضرات کو دو ماہ کا ریفریشر کورس کرانے کا بھی اہتمام کیا گیا تاہم کسی کام کو جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اہل افراد کی ملکی ضرورتوں میں کھپت ہو۔ ہمارے برادر اسلامی ممالک کا تعاون جس فراخ دلی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ حکومت اور اس کے اہم شعبوں کے ذمہ داروں کو اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی طرف توجہ دینی چاہئیے۔

معزز حضرات!

میرے اور میرے رفقاء کار کے نزدیک علمی اور تحقیقی کام اس وقت تک معاشرے کی تعمیر میں اپنا مؤثر کردار ادا نہیں کر سکتا جب تک اس کی اساس خدمت خلق اور رفاہِ عام نہ ہو۔ لہٰذا اس کے لئے ہم نے اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ کے نام سے ایک تنظیم قائم کر رکھی ہے جو اگرچہ اپنے وجود کے اعتبار سے زیادہ پرانی نہیں لیکن اس نے تھوڑے ہی عرصہ میں جس طرح اپنے پروگراموں کو منظم کیا ہے اسے خاص فضل الٰہی ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ اس وقت تک لاہور اور اس کے گردونواح میں نہ صرف تیس (۳۰) کے قریب حلقہ ہائے درس قائم ہو چکے ہیں بلکہ ان میں بعض کی حیثیت مستقل تعلیمی مراکز کی بن چکی ہے جن میں سے زیادہ کام مردوں کی نسبت ہماری بہنوں نے کیا ہے۔ ہم نے مرد و زن کے اختلاط سے بچنے کے لئے ٹرسٹ کے دو علیحدہ ونگ قائم کئے ہیں۔

۱۔ مردانہ ونگ۔　　۲۔ زنانہ ونگ۔

اگرچہ ٹرسٹ کی طرف سے گزشتہ سال سیلاب زدگان کے لئے لاکھوں کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامان تقسیم کیا گیا تھا لیکن اس وقت زیادہ توجہ غریب اور پسماندہ علاقوں کی طرف ہے جہاں لوگوں کی خوراک اور رہائش کی ضروریات میں تعاون کے علاوہ بیماری اور جہالت کے خاتمہ پر بھرپور کام ہو رہا ہے۔ بیماروں کے علاج کے لئے ڈاکٹر صاحبان ان بستیوں میں خود بھی جاتے ہیں اور بیمار اور نادار مریضوں کو خصوصی کلینک میں بھی مفت علاج و دوائیں مہیا کی جاتی ہیں۔ اب تک ایسی بستیوں میں چار ابتدائی درسگاہیں بھی قائم کی جا چکی ہیں جن میں دو لاہور اور دو شیخوپورہ میں واقع ہیں جہاں وسیع تعداد میں لڑکے اور لڑکیاں الگ الگ زیرِ تعلیم ہیں۔

محترم حضرات!

ان علمی اور رفاہی کاموں کی ساری کامیابیوں کے پیچھے اللہ کے فضل کے بعد اصل ہاتھ ان سرپرستوں کا ہے جو اس سلسلہ میں کسی ستائش کی خواہش کے بغیر مادی اور معنوی مدد دے رہے ہیں جن میں اہلِ علم ساتھی بھی ہیں اور اہلِ خیر معاونین بھی۔ میں جہاں اپنی طرف سے اور اپنے رفقاء کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہاں ان کی دینی و دنیاوی کامیابیوں کے لئے دعاگو بھی ہوں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

خطاب مہمانِ خصوصی

جسٹس محمد رفیق تارڑ صاحب قائم مقام چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

محترم صدر گرامی قدر حضرت مولانا حافظ محمد یحییٰ عزیز صاحب

جناب حافظ عبد الرحمٰن مدنی مدیر مجلس التحقیق الاسلامی پاکستان

حضرات علمائے کرام، عزیز طلباء، معزز خواتین و حضرات!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے لئے یہ امر باعث صد افتخار ہے کہ میں اہلِ علم کی اس محفل میں شریک ہوں جو طلبائے علوم دینیہ کی کورس سے فراغت پر منعقد ہو رہی ہے۔ اس کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن مدنی صاحب کا بصمیم قلب شکر گزار ہوں۔
علم وہ دولت ہے جس کے سامنے دنیا کے مال و دولت کی کچھ حقیقت نہیں۔
مال و دولت فانی ہے اور علم باقی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسے بلندیٔ درجات کا ذریعہ قرار دیا ہے
ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں کے اور ان لوگوں کے جن کو علم عطا ہوا ہے درجے بلند کرے گا" (المجادلہ/آیت ۱۱)

علم کی دو قسمیں ہیں: علم دین اور علم دنیا۔
علمِ دین تو وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، اس کے احکام سے واقفیت ہو کہ اس کی اطاعت کا طریق معلوم ہو۔
علم دنیا سے مراد وہ علوم ہیں جن کے ذریعے حوائج و ضروریاتِ دنیوی کی تکمیل کی جا سکے۔ مسلمان کے لئے علمِ دین مقصدِ اوّل ہے اور علم دنیا مقصدِ ثانی۔ علمِ دین کے شرف کا کسی مسلمان کو انکار نہیں کیونکہ وہی کامل انسان بناتا اور ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کی پہچان کراتا ہے اسی لئے اس کے لئے انبیاء جیسی پاکباز ہستیاں دنیا میں تشریف لاتی ہیں اور علمائے دین کو انہی معنوں میں انبیاء کے وارث کہا جاتا ہے لیکن ایک عرصہ سے مسلمان تصوف و فقہ کی گتھیوں میں اس طرح الجھے کہ فرقہ بندیوں میں پڑ کر انسانی حقوق اور عالمِ اسلام کی ترقی سے غافل ہو گئے۔

لہٰذا میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں دین اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے صرف عربی زبان اور فقہ کافی نہیں بلکہ ایک لحاظ سے سائنسی اور تکنیکی علوم بھی دین کا حصہ ہیں بشرطیکہ انہیں انسانی خدمت اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے استعمال کیا جائے۔ موجودہ ایٹمی دور میں تو اسلام کا دفاع بھی ان کے بغیر ممکن نہیں بلکہ سائنسی ترقی کا ایک پہلو یہ ہے کہ اسے خداشناسی کا ایک ذریعہ بنایا جائے بشرطیکہ یہ کام دیندار ہاتھوں میں ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ہمیں جا بجا زمین و پہاڑوں کی تخلیق، سورج، چاند اور ستاروں کی گردش کے نتیجے میں دن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات کے آگے پیچھے آنے جانے، زندہ میں سے مردہ اور مردہ میں سے زندہ کے وقوع پذیر ہونے کے عمل پہ غور و فکر کی بار بار دعوت دی ہے لہٰذا کائنات کی واقفیت حاصل کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل ہے۔ جوں جوں سائنس ترقی کرے گی ان شاء اللہ قرآن کی حقانیت سب جہانوں پہ واضح ہوتی چلی جائے گی لہٰذا یہ کہنا درست ہے کہ وہ علوم جو بظاہر دنیاوی نظر آتے ہیں اگر مذکورہ بالا مقصد سے حاصل کئے جائیں تو وہ بھی دین بن جاتے ہیں۔ یہی مفہوم اس بات کا ہے کہ اسلام میں دین و دنیا کی کوئی تفریق نہیں۔ جس طرح زندگی میں وحدت ہے اسی طرح علم جو ہدایت و روشنی ہے اس میں بھی اتحاد ہے۔

مجھے یہ بات اس لئے واضح کرنا پڑی کہ آج بعض حلقوں میں مذہب اور سائنس کو متضاد سمجھا جاتا ہے جبکہ اسلام کا یہ تصور نہیں اور نہ ہمیں یورپ وامریکہ کی سائنسی ترقی سے مرعوب ہونا چاہیئے۔ یہ تو ہمارے گھر کی چیز ہے اور اس کی بنیادیں ہمارے ہی اسلاف کی کاوشوں اور علمی رفعتوں کی مرہونِ منت ہیں۔ تاریخ ہمارے اسلاف کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ اہلِ یورپ نے انہی کی خوشہ چینی کرتے ہوئے سائنس میں پیش رفت کی ہے۔ ہمارا یہ ورثہ آج بھی یورپ کی لائبریریوں میں محفوظ ہے۔ لادین سائنسدانوں نے کیمیا، طبیعات، ریاضی، الجبرا اور دیگر علوم کو وہاں سے آگے بڑھایا جہاں ہمارے بزرگوں نے چھوڑا تھا اور اسی ترقی سے مسلمانوں کو محکوم بنا لیا۔ ہم سے جیسے جیسے آزادی کی نعمت چھنی ہم ذہنی طور پہ بھی غلام بنتے چلے گئے۔ اسی تاریخی حقیقت کو حضرت علامہ اقبالؒ نے اپنی شہرۂ آفاق نظم "خطاب بہ نوجوانانِ اسلام" میں یوں پیش کیا ہے:

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئین مسلّم سے کوئی چارہ
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

آج ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ مسلمان تسخیرِ کائنات کے لئے سائنسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوم کو بھی اہمیت دیں اور ان علوم کو دین کا حصہ تصور کر کے حاصل کریں۔ اس ایٹمی دور میں ایسی اسلامی یونیورسٹیوں کی اشد ضرورت ہے جو شریعت و فقہ کی روشنی میں سماجی علوم کو مسلمان بنائیں اور سائنس و ٹیکنالوجی کو بھی اسلامی نظریات پر استوار کریں۔ دورِ حاضر میں دینی درسگاہوں کو عصری تقاضوں سے اس طرح ہم آہنگ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ لادین سائنس کے اور بے خدا فلسفہ کے پھیلے ہوئے اثرات کا توڑ کر سکیں۔

معزز حاضرین !

میرے نزدیک وہ حضرات بڑے خوش نصیب ہیں جنہیں مادیت کے غلبہ کے اس دور میں خالص علومِ دینیہ کے حصول کی توفیق ملی اور اب وہ یہ لافانی دولت سمیٹ کر دوسروں کی اصلاح کے لئے میدان عمل میں قدم رکھنے والے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :

"قرآن سیکھنے اور سکھانے والے سب سے بہتر انسان ہیں"۔

مجھے یہ جان کر بھی دلی مسرت ہوئی کہ کچھ خوش نصیب طلباء مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے سعودی عرب کی اسلامی یونیورسٹیوں میں جا رہے ہیں۔ ان مہمانانِ خدا و رسول ؐ کی خوش بختی کا الفاظ میں احاطہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دین و علم کی دولتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

اس موقع پر میں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے لئے بھی خوشی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔ ہمارا دین جس طرح اصلاح پر زور دیتا ہے اسی طرح فلاح کو دین و دنیا کا مقصدِ حقیقی قرار دیتا ہے افلاس، بھوک، بیماری اور معاشی ناہمواریوں کو دور کرنے کے لئے کوشاں ہونا اللہ کی راہ میں جہاد ہے جو مرد و خواتین کا مشترکہ فریضہ ہے۔ مردانہ ونگ کے علاوہ زنانہ ونگ کی معزز خواتین کو اس کارِ خیر میں بطریق احسن اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے پر میں خصوصی مبارک پیش کرتا ہوں۔

جناب صدر !

میں ان گذارشات کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمان القرآن
نواب صدیق حسن خانؒ

انسائیکلوپیڈیا آف قرآن!

پروفیسر ظفر اقبال صاحب
پروفیسر عبدالحفیظ صاحب
پروفیسر محمد اسرائیل صاحب

تذکیر قصص القرآن:

(ف) قرآن مجید میں مخلوقات کے عجائب کا علم، ملکوت ارض وسماوات کا علم، اس چیز کا علم جو آسمان وتحت الثریٰ میں ہے۔ خلق کے آغاز کا علم، مشاہیر انبیاء و رسلؑ اور ملائکہ کا نام اور گذشتہ امتوں کے احوال کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً حضرت آدمؑ کا ابلیس کے ساتھ جنت سے نکلنا، اولاد کا نام عبدالحارث رکھنا، حضرت ادریسؑ کا آسمان پر اٹھایا جانا، نوح علیہ السلام کی قوم کا غرق ہونا، عاد اولیٰ اور ثانیہ کا ہلاک ہونا، تبّع کا واقعہ، حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ، اصحاب کہف والرقیم کا واقعہ۔ اصحاب الرس کا واقعہ، ثمود اور اونٹنی کا قصہ، قوم لوط اور قوم شعیب اور آپ کا دوبارہ مرسل ہونا، موسیٰؑ کی ولادت دریا میں پھینکے قبطی کو قتل کرنے، پھر مدین جانے، پھر حضرت شعیبؑ کی بیٹی سے نکاح کرنے، پھر کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے، فرعون کے پاس واپس آنے، ان کے مصر سے اخراج فرعون کے ڈوبنے، بچھڑے کی پوجا، قوم پر بجلی گرنے، بنی اسرائیل کے مقتول اور گائے کو ذبح کرنے، جبارین کا قتل، حضرت خضرؑ کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مصاحبت اور سفر، سرنگ کے راستے قوم کے چھپ جانے کا ذکر، طالوت اور داؤدؑ کا جالوت کے ساتھ قصہ، حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ملکہ سبا بلقیس کے ساتھ، اس قوم کا ذکر جو طاعون کے ڈر سے بھاگ نکلی، اللہ نے ان کو مار کر پھر زندہ کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے مجادلہ اور نمرود مردود کے ساتھ مناظرہ، ہاجرہ و اسمٰعیلؑ کو مکہ معظمہ میں چھوڑنے کا واقعہ، تعمیر خانہ کعبہ، حضرت اسمٰعیلؑ ذبیح کا واقعہ، حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ، جتنی شرح وبسط سے مذکور ہے جس میں عشق وفسق کی مذمت اور تقویٰ وطہارت کی مدح ہے۔ حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر اور ان کے رفع ونزول آسمانی کا ذکر، حضرت ذکریا علیہما السلام کا قصہ، حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قصہ، حضرت ایوب علیہ السلام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا قصہ، ذا الکفل، ذوالقرنین کا ذکر، اُن کا طلوع و غروبِ آفتاب کے مقام تک پہنچنا، یاجوج اور ماجوج کے سامنے سدِ سکندری بنانا۔ بخت نصر کا قصہ، اُن دو شخصوں کا ذکر جن میں ایک صاحبِ باغ تھا، اصحابِ کہف کا واقعہ، قصہ مومن آلِ یاسین کا، اصحابِ فیل کا قصہ اس جبار کا قصہ جس نے آسمان پر چڑھنے کا ارادہ کیا تھا۔ یہ سب قصص قرآن مجید میں بیان ہوتے اور ہر قصے میں اس قدر مواعظ و نصیحت اور حکمتیں بیان ہوئی ہیں جن کی تفصیل کے لئے یہ صفحات ناکافی ہیں۔

سیرت النبیؐ فی القرآن:

(ف) قرآن مجید میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے، آپؐ کی بعثت، ہجرت، دعوتِ ابراہیمی اور بشارتِ عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ منجملہ غزوات کے، سورہ انفال میں غزوۂ بدر کا ذکر ہے، سورہ آلِ عمران میں غزوۂ احد کا ذکر ہے، سورۃ احزاب میں غزوہ خندق کا ذکر ہے، سورہ حشر میں بنی نضیر کا ذکر ہے، سورہ فتح میں حدیبیہ کا ذکر ہے۔ سورہ برأت میں غزوہ تبوک کا ذکر ہے، سورہ مائدہ میں حجۃ الوداع کا ذکر ہے۔ پھر حضرت زینبؓ بنت جحش کے ساتھ نکاح، تحریم بریّہ، ازواجِ مطہرات کے ساتھ ظہار، حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے ساتھ واقعہ افک، شبِ معراج کا قصہ، انشقاقِ قمر اور یہودیوں کے جادو کا قصہ، قرآن مجید میں تفصیلاً یا مجملاً جیسا اور جس جگہ مناسب اور ضروری تھا نازل کیا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپؐ کی گفتگو کی قسم کھائی۔

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ (الحجر ۷۲)

"اے محمدؐ، تمہاری جان کی قسم، وہ اپنی بیہوشی میں مدہوش ہوئے تھے۔"

اسلامی سیرت کی تمام کتب انھیں حالات و واقعات کی تشریح اور ان مقالات کی تفصیل ہیں۔

احوالِ قیامت:

(ف) انسان کا حال آغازِ تخلیق سے موت تک، مع کیفیت موت و قبض رُوح ذکر کیا ہے۔ پھر یہ بیان کیا ہے کہ روح کے آسمان کی طرف لوٹنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ مومنین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے دروازے کھولے جاتے ہیں اور کفار کو اوپر سے نیچے گرا دیتے ہیں۔ عذابِ قبر، سوالِ قبر، مقرِ ارواح اور اشراطِ ساعت کبریٰ کا الگ کا ذکر ہے۔ یہ دس علامتیں ہیں۔ نزولِ عیسیٰ، خروجِ دجال، ظہورِ یاجوج ماجوج، سیرِ دابۃ الارض، دخانؑ (دھواں)، رفعِ قرآن، ظہورِ شمس از مغرب، توبہ کا دروازہ بند ہونا، خسف (زمین میں دھنس جانا اور احوالِ بعث جیسے پہلی دفعہ فزع (بے چینی، پریشانی)، صعق (کڑک) کے لئے صور کا پھونکنا، صور کا دوسری دفعہ بعث حشر اور نشر کے لئے پھونکنا۔ خوفِ الٰہی کی وجہ سے روزِ قیامت کھڑا نہ ہو سکنا، آفتاب کی حرارت کی شدت، عرش کا سایہ، پلِ صراط، میزان، حوضِ کوثر، حساب، ایک قوم کا بے حساب ہونا، دوسری قوم کو عذاب دیا جانا، اعضاء کی گواہی، نامۂ اعمال کا دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جانا، یا پشت سے، شفاعت اور جنت کا ذکر اور جو کچھ جنت میں ہوگا، جیسے جنت کے آٹھ دروازے، نہریں باغات، اثمار، زیورات، ظروف (سونے چاندی کے برتن)، مختلف درجات، رویتِ الٰہی، آگ کا ذکر اور جو کچھ آگ میں ہے، مختلف وادیاں (جہنم کی)، عذاب کی مختلف اقسام جیسے زقوم، حمیم اور غسلین۔ ان سب کا حال اگر تفصیل سے لکھا جاتے تو کئی جلدوں کی ضرورت ہے۔ جتنی کتابیں ثقہ ائمۂ اسلام نے اس بارہ میں لکھی ہیں وہ سب کتابیں گویا قرآن کی تفسیر ہیں۔ ان امور کے لئے جن کو انھوں نے سنتِ صحیحہ و آثارِ قویہ سے صراحتًا یا اشارتًا، اجمالاً یا تفصیلاً سمجھا ہے۔

حدیث قرآن مجید کی تفسیر ہے:

(ف) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے سارے اسماءِ حسنیٰ موجود ہیں، جس طرح حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، جو کوئی انھیں یاد کرے گا جنت میں جائے گا۔ ان اسماء حسنہ کے علاوہ اللہ کے دیگر اسماء و صفات تقریبًا ایک ہزار ہیں۔ اسی طرح رسولِ اکرمؐ کے بہت سے نام اس میں ہیں۔

قرآن مجید کی تفہیم علمِ سنّت پر موقوف ہے:

ایمان کے ستر سے اوپر کچھ شعبوں کا بھی ذکر ہے۔ شرائع (قوانین) اسلام تین سو پندرہ آئے ہیں۔ کبیرہ گناہوں کی اقسام کا ذکر الگ کیا گیا ہے اور صغیرہ گناہوں کی اقسام کا ذکر جدا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتایا گیا ہے، ہر حدیثِ نبوی کی تصدیق علیحدہ کی گئی ہے۔ سو جب سارا علمِ حدیث مع تمام سنّتِ مطہرہ کے قرآن مجید کی تفسیر اور تشریح ٹھہرا تو یہ سمجھو کہ قرآن مجید کی تفہیم علمِ سنّت پر موقوف ہے پس جس کو علمِ حدیث نہیں ہے وہ عالمِ قرآن بھی نہیں ہے۔ اسی طرح جب کوئی عاملِ سنّت نہیں ہے وہ عاملِ قرآن بھی نہیں ہو سکتا۔ گو زبانی دعویٰ فہم یا عمل بالکتاب کا کیوں نہ کرے، جس طرح کہ اہلِ رائے وغیرہ اصحابِ بدعت کیا کرتے ہیں۔

تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۔ "یہ آرزوئیں باندھ لی ہیں انھوں نے"

(البقرۃ : ۱۱۱)

ہنوز دلّی دور است۔

غرضیکہ قولِ مجمل بیان میں فضائلِ کتاب اللہ کے یہ ہے جو اس جگہ بطورِ نمونہ ذکر کیا گیا ہے۔

جس علم و فنِ قرآنی کو دیکھو، خواہ صریح ہو یا بطورِ اشارہ عجب دلکشی رکھتا ہے ؎

مخدّرات سر پردہ ہائے قرآنی

چہ دلبرند کہ دل می برند پنہانی!

قرآن و حدیث کی لذّت وہی شخص پا سکتا ہے جس کو علمِ نافع کے ساتھ ساتھ اخلاصِ دل کے ذریعے عملِ صالح کی توفیق بھی حاصل ہو، ورنہ اکثر اہلِ زمانہ کی وہی مثل ہے ؎ کہ نکتہ داں نشود کرم گر کتاب خورد!

احکامِ قرآن و استنباطِ مسائل:

انواعِ علومِ قرآن میں بہت لوگوں نے کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں، کسی نے اسبابِ نزول میں، کسی نے معرب و مبہمات میں، کسی نے مواطنِ نزول میں، سب سے زیادہ جامع کتاب سیوطیؒ کی "الاتقان" ہے۔ ان کا احسان ساری امّت کی گردن پر ثابت ہے، پھر انھوں نے مختصر طور پر کتاب اللہ کی بعض آیات کے سلسلے میں اہلِ علم کے اچھے اچھے استنباط "کتاب الاکلیل" میں دیتے ہیں۔ جن کے دیکھنے سمجھنے سے سنجیدہ عالمِ دین اور عاقل مرد کے دل میں کتاب اللہ کی قدر بڑھتی ہے۔ امام غزالیؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ احکام کی آیات تعداد میں پانچ سو ہیں۔ بعض نے کہا ایک سو پچاس ہیں۔ شاید ان اصحاب کی مراد یہ ہوگی کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صریح احکام اتنی ہی آیات میں ہیں ورنہ آیاتِ قصص وامثال وغیرہ سے بہت سے احکام نکل سکتے ہیں۔

حافظ ابن الوزیر نے لکھا کہ جن آیاتِ احکام کا حفظ رکھنا ایک مجتہد مطلق کے لئے ضروری ہے وہ ایک سو تینتیس ۱۳۳ ہیں۔ پس میں نے ان آیات کی تفسیر عربی میں لکھی ہے۔ اس کا نام "نیل المرام" ہے۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے "کتاب الامام" میں لکھا ہے کہ:

"اللہ نے قرآن مجید میں جو امثال ذکر کی ہیں ان کا مطلب تذکیر وموعظت ہے اس لئے کہ ان میں سے بعض بیانِ تفاوت ومراتب، ثواب وحبط عمل یا مدح وذم افعال پر مشتمل ہیں۔ سو یہ سب امثالِ احکام پر دلیل ہیں۔ پھر یہ کہا ہے کہ معظم آیاتِ قرآن احکام سے خالی نہیں ہیں۔ کچھ ابواب حسنہ اور اخلاق جمیلہ پر مشتمل ہیں۔ کسی آیت سے کوئی حکم صراحتاً نکلتا ہے، کسی آیت سے بطورِ استنباط حاصل ہوتا ہے۔ خواہ دوسری آیت سے ملا کر نکالا جائے یا بغیر ملانے کے۔

جیسے "استنباطِ تحریم، استمنا بالید" اس آیت سے نکالا گیا ہے:

"إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ (المومنون)	مگر اپنی بیویوں سے یا (کنیزوں سے جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے مباشرت کرنے سے) انھیں ملامت نہیں اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (اللہ کی مقرر کی ہوئی) حد سے نکل جانے والے ہیں (المومنون ۶، ۷)

اور کفار کے نکاح کا صحیح ہونا اس قول سے استنباط کیا گیا ہے:

وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ (اللھب: ۴)	"اور اس کی جورو بھی جو ایندھن سر پر اٹھائے پھرتی ہے۔

اور جنبی کے روزے کے صحیح ہونے کا اس آیت سے استنباط کیا گیا ہے:

فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ إلى قوله حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ. (البقرۃ: ۱۸۷)	اب (تم کو اختیار ہے کہ) ان سے مباشرت کرو... حتی کہ واضح ہو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سب کسی دوسری آیت کے ساتھ ملائے بغیر استنباط کی مثالیں ہیں۔ دوسری آیت کے ساتھ ملا کر استنباط کرنے کی مثال یہ ہے۔ چھ مہینے کے حمل کا استنباط اس آیت سے ہے:

وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا (الاحقاف: ۱۵)	"اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا اڑھائی برس میں ہوتا ہے۔"
اور۔ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ (لقمان: ۱۴)	"اور (آخرکار) دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے۔"

پھر کبھی یہ استدلال احکام پر کسی صیغے سے ہوتا ہے۔ کبھی اخبار سے جیسے: أُحِلَّ لَكُمْ ۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ۔ كُتِبَ عَلَيْكُمْ ۔ کبھی اس خیر و شر نفع و ضرر سے جو جلد یا بدیر مرتب ہوتا ہے پھر اس کی اقسام ہیں جیسے ترغیب و ترہیب عباد، تقریب الی الافہام۔ سو جو کام ایسا ہے کہ جسے شارع نے معظم رکھا ہے یا اس کی مدح کی ہے یا اس کے فاعل کو ممدوح کہا ہے یا اس کو یا اس کے فاعل کو محبوب ٹھہرایا ہے یا اس سے یا اس کے فاعل سے رضا مندی ظاہر کی ہے یا اس کو موصوف باستقامت یا برکت یا طیب فرمایا ہے یا اس کی یا اس کے فاعل کی قسم کھائی ہے۔ جیسے قسم "شفع و وتر" خیل مجاہدین، نفسِ لوامہ یا اس کو ذکر و محبت کا سبب یا جلد یا بدیر ثواب کا باعث یا شکر یا ہدایت کا سبب یا مغفرتِ گناہ یا تکفیر سیئات یا قبول یا نصرت فاعل یا بشارت کا سبب ٹھہرایا ہے یا کسی کرنے والے کو معروف کہا یا اس کے فاعل سے حزن یا خوف کی نفی فرمائی یا اس کو امن کا وعدہ دیا یا اسے اپنی ولایت اور قرب کا سبب جانا یا اس کی تعریف کی جیسے حیات یا نور یا شفا یا رحمت، تو یہ ساری اقسام ان کی مشروعیت پر دلیل ہیں۔ خواہ وہ واجب ہوں یا مستحب۔ اور جس کام کا ترک کرنا شارع کا مطلوب ہو یا اس کے فاعل کو مذموم کہا یا اس پر عتاب کیا یا اس کو دشمن رکھا یا اس پر لعنت کی یا اس سے محبت کی نفی فرمائی یا اس کے فاعل کو چوپایوں کے مشابہ ٹھہرایا یا شیطان کے مصداق کہا یا ہدایت اور قبولیت کا مانع بتایا یا برائی اور کراہت کے ساتھ اسے متصف کیا یا اسے صلاح و فلاح یا عذاب جلد یا بدیر کا سبب ٹھہرایا یا اسے ذم و لوم یا ضلالت یا معصیت یا اسے خبث، رجس، نجس، فسق، گناہ، سبب گناہ، لعنت، غضب، زوالِ نعمت یا حدوثِ نعمت کا سبب جانا۔ یا اسے حدود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کسی حد یا قسوۃ (سختی)، حرج یا ذلتِ نفس یا اللہ کی عداوت یا محاربہ یا استہزاء یا سخریہ یا سببِ نسیان فاعل بنایا ہے یا اپنے نفس کا وصف بابتِ صبر یا حلم یا عفو و درگذر بیان کیا ہے۔ یا اس فعل سے توبہ کرنے کی طرف بلایا ہے یا اس کے فاعل کو حقارت اور ذلت سے متصف کیا ہے یا اس کے عمل کو شیطان کے عمل سے نسبت دی ہے۔ یا اسے تزیینِ ابلیس یا ولایتِ ابلیس کہا ہے۔ یا اسے کسی برائی کی صفت کا مجرم گردانا ہے، جیسے ظلم یا بغی یا عدوان یا مرض یا انبیاء کا اس کام سے بیزار ہونا یا اس کے فاعل سے یا انبیاء کا اللہ کی طرف ایسے آدمی کی نسبت شاکی ہونا یا اس کے فاعل کو خائب و خاسر کہا یا اسے جنت سے محروم ہونے کی وعید سنائی یا اس کے فاعل کو "عدو اللہ" یا اللہ کو اس کا دشمن ٹھہرایا۔ یا فاعل کو خدا اور اس کے رسول کا محارب یا حاملِ اثم غیر کہا۔ یا اس کو ان الفاظ۔ لَا يَنْبَغِي۔ لَا يَكُونُ سے یاد کیا۔ یا لَيْسَ مِنَ اللهِ فِي شَيْءٍ۔ یا لَيْسَ مِنَ الرَّسُولِ وَأَصْحَابِهِ۔ فرمایا یا اسے مسلمانوں کے درمیان بغض اور عداوت اور عدمِ فلاح کا موجب ٹھہرایا یا اس کے حق میں۔ فَهَلْ أَنْتَ مُنْتَهٍ۔ قَاتَلَهُ اللهُ یا اس جیسے الفاظ سے یاد کیا یا یہ فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن اس کے فاعل سے بات نہ کرے گا نہ اس کی طرف دیکھے گا، نہ اس کے عمل کو درست جانے گا۔ یا اس کے مکر کو چلنے نہ دے گا۔ یا اس پر کوئی شیطان گماشتہ مقرر کیا یا وہ کام دل کی کجی کا سبب ہے۔ سو یہ ساری اقسام اس عملِ مذکور پر منع کرنے کی دلیل ہیں اور یہ ان کی صرف کراہت کی بجائے تحریم خالص پر دلالت کرتی ہیں۔ جہاں تک اباحت کا تعلق ہے۔ سو لفظِ احلال، نفی جناح، نفی حرج و اثم اور مؤاخذہ یا اذن سے یا عفو سے یا منت رکھنے سے یا سقوط کرنے سے تحریم کے بیان سے یا کسی شے کے حرام ہونے سے انکار کرنے سے یا یوں کہنے سے۔ خَلَقَ أو جَعَلَ یا فَعَلَ مِنْ قَبْلِنَا سے بغیر کسی کراہت کے اباحت ثابت ہوتی ہے۔ پھر یہ دلالت خواہ ان الفاظ کے کسی چیز کی مشروعیت پر ہو، خواہ وہ وجوباً ہو یا استحباباً۔ واللہ اعلم۔

(ف) اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنے رسول بھیجے، وہ اس کی طرف سے خوشخبری لائے اور لوگوں کو ڈراتے بھی رہے۔ یہ بات اس لئے ہوئی کہ اللہ تعالیٰ پر لوگوں کی کوئی حجت باقی نہ رہے۔ سب کے بعد ہمارے نبی امّی، عربی، مطلبی، مکّی اور مدنی کو بھیجا۔ جب سے وہ آئے سارے جن وانس کیلئے قیامت تک رسول ٹھہرے۔ اللہ نے فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ۔ (الأعراف: ۱۵۸)	"تو خدا پر اور اس کے رسول پیغمبرِ اُمّی پر ایمان لاؤ"

اسی آیت میں فرمایا:

اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔ (الأعراف: ۱۵۸)	"لوگو! میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا ہوں"

دوسری جگہ فرمایا:

لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۔ (الأنعام: ۱۹)	"کہ تم کو اور جس شخص تک وہ پہنچ سکے آگاہ کر دوں"

سو جسے یہ قرآن پہنچ گیا عرب ہو یا عجم، کالا ہو یا گورا، انس ہو یا جنّ، اس کے لئے یہ کتاب نذیر ہے۔

تیسری جگہ فرمایا:

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۔ (هود: ۱۷)	"اور جو کوئی اور فرقوں میں سے اس سے منکر ہوا تو اس کا ٹھکانہ آگ ہے"

معلوم ہوا قرآن کا منکر اور فرقان کا انکاری جو بھی ہو دوزخ میں جائے گا۔ قرآن کا انکار ایک تو یوں ہوتا ہے کہ سرے سے اس کو اللہ کا کلام ہی نہ سمجھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے پر اعتقاد نہ رکھے۔ جس طرح یہود ونصاریٰ وغیرہما کا عقیدہ ہے۔ دوسری شکل یہ ہے کہ پیغمبر کو تو مانے مگر کلام اللہ کو مخلوق جانے۔ یہ بھی کفر ہے جیسے معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن اور پیغمبر دونوں پر ایمان لائے مگر قرآن کے بعض حکم نہ مانے۔ جیسے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ہم سود کی حرمت، وراثت کی تقسیم اور طلاق کی صحت نہیں مانتے یہ بھی کفرِ صریح ہے۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ قرآن کا اقرار کرے مگر قرآن پر کسی امام یا عالم یا مجتہد کی بات کو غالب رکھے، یہ بھی درحقیقت قرآن کا انکار ہے۔ تقلیدی مذاہب کی یہی روش رہی ہے۔ اسی طرح سنتِ صحیحہ پر کسی کے قول یا رائے یا قیاس یا اجتہاد کو مقدم کرنا۔ گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہونا ہے۔ جب یہ کام دیدہ دانستہ کیا جاتا ہے تو ایمان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی نہیں رہتا۔ پانچویں جگہ فرمایا:

فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝
(القلم: ۴۴)

"تو مجھ کو اس کلام کے جھٹلانے والوں سے سمجھ لینے دو۔ ہم ان کو آہستہ آہستہ ایسے طریق سے پکڑیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔

حدیث میں آیا ہے کہ "میں ہر گورے اور کالے کی طرف بھیجا گیا ہوں" حضرت مجاہدؒ نے فرمایا اس سے مراد جن وانس ہیں۔ غرضیکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی ثقلین ہیں، جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن میں آپ پر وحی کی ہے وہ اس کو اللہ کی طرف سے سارے انس وجن کو پہنچانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ط
(النساء: ۸۲)

"بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں (بہت سا) اختلاف پاتے۔

دوسری جگہ فرمایا:

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ۔
(ص: ۲۹)

"(یہ) کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں۔ اور تاکہ اہلِ عقل نصیحت پکڑیں۔"

تیسری جگہ فرمایا:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا۔"
(محمد: ۲۴)

"بھلا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا (اُن کے) دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔"

معلوم ہوا کہ قرآن کا نزول صرف ناظرہ تلاوت کے لئے ہی نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ پڑھ کر اس کا مطلب سمجھیں اور اس مطلب کے مطابق عمل کریں۔ یہ بات ہر پڑھے اور اَن پڑھے پر واجب ہے۔ پڑھے پر اس دلیل سے کہ اللہ نے فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ ، (آل عمران: ۱۸۷)	"اور جب خدا نے اُن لوگوں سے جن کو کتاب عنایت کی گئی تھی اقرار لیا کہ (اس میں جو کچھ لکھا ہے) اُسے صاف صاف بیان کرتے رہنا اور اس (کی کسی بات) کو نہ چھپانا۔"

اسی لئے علماء نے قرآن کی تفسیریں لکھیں، اپنی ذمہ داری کو پورا کیا۔ اب کوئی ان کی بات سنے یا نہ سنے وہ تو اپنے حق سے بری ہوگئے۔ پھر جن لوگوں نے اس عہد کو تھوڑے داموں پر بیچ دیا اللہ نے اُن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں رکھا بلکہ قیامت کے دن اُن سے بات بھی نہیں کرے گا۔ نہ اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھے گا۔ نہ اُن کو گناہ سے پاک کریگا۔ اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ جیسے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (آل عمران: ۷۷)	"جو لوگ خدا کے اقراروں اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور اُن) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں، اُن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ اُن سے خدا نہ تو کلام کرے گا نہ قیامت کے روز اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ اُنکو پاک کرے گا اور اُن کو دُکھ دینے والا عذاب ہوگا۔"

اس آیت میں ان اہل کتاب کی مذمت ہے جو ہم سے پہلے تھے کہ انھوں نے اللہ کی اس کتاب کو چھوڑ دیا جو اُن پر نازل ہوئی تھی، دُنیا جمع کرنے پر اُمنڈ پڑے۔ کتاب کی تو پیروی نہ کی، کچھ اور ہی دھندے میں لگے رہے۔

اُن پڑھ پر قرآن میں غور کرنا اس دلیل سے واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا	"کیا ابھی تک مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ خدا کی یاد کرنے کے وقت اور (قرآن) جو (خدا کے) برحق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ	کی طرف) سے نازل ہوا ہے اُس کے
فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ	سننے کے وقت اُن کے دِل نرم ہو جائیں
قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ	اور وہ اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن
فٰسِقُوْنَ ۝	کو (اُن سے) پہلے کتابیں دی گئی تھیں
	پھر اُن پر زمانہ طویل گزر گیا تو اُن کے
(الحدید: ۱۶)	دل سخت ہو گئے اور اُن میں سے
	اکثر نافرمان ہیں۔"

یہاں اللہ کے ذکر اور حق سے مراد یہی اللہ کی کتاب ہے۔ جس نے اس کتاب کو پڑھا اُس نے اللہ کو یاد کیا، جس نے اس کو سمجھا اُس نے حق مانا اور جو کوئی اسے پڑھتے پڑھتے، سمجھتے سمجھتے تھک کر بیٹھ رہا، گھبرا گیا کہ کہاں تک اس کو پڑھا کروں، کب تک اس پر چلوں، تو سمجھو کہ اس کا دِل سخت ہو گیا۔ وہ نافرمان ہوا ورنہ یہ قرآن ایسی چیز ہے کہ ایمان والا جتنا اس کو پڑھے گا اتنا ہی اُس کا ایمان قوی ہوتا جائے گا۔ اُس کے عمل کو قبولیت حاصل ہوگی۔ اس آیت کے بعد فرمایا:

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ	جان رکھو کہ خدا ہی زمین کو اُس کے
بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ	مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ ہم نے
الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝	اپنی نشانیاں تم سے کھول کھول کر
(الحدید: ۱۷)	بیان کر دی ہیں تاکہ تم سمجھو۔

معلوم ہوا کہ جس طرح زمین مر کر بھی اُٹھتی ہے اسی طرح جو دِل گناہ سے سخت ہو جاتے ہیں وہ ایمان و ہدایت کی بدولت ملائم اور نرم پڑ جاتے ہیں اور کوئی ایمان و ہدایت اس قرآن مجید کے بیان سے بہتر نہیں ہے۔ اسی کو ہر مسلمان پڑھتا رہے، اسی کو ہر مومن سمجھتا رہے۔ اس کتاب میں جتنا کوئی شخص غور کرے گا علم و حکمت اور برکت کے دروازے اُس پر اتنے ہی کھلتے رہیں گے، جتنا کوئی آدمی اس کسے دُور بھاگے گا، اتنا ہی اُس کا دل سخت اور سیاہ ہوتا جائے گا، ایمان و ہدایت سے دُور ہوتا جائے گا۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ	اے پروردگار جب تُو نے ہمیں ہدایت
هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ	بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ (آل عمران : ۸)

پھر کجی نہ پیدا کر دیجیو اور ہمیں اپنے ہاں سے نعمت عطا فرما، تو تو بڑا عطاء فرمانے والا ہے۔

علم تفسیر:

قرآن کی تفسیر یوں ہوتی ہے کہ پہلے قرآن کو قرآن ہی سے بیان کرے، اس لئے کہ جو بات ایک جگہ قرآن مجید میں مجمل آئی ہے وہ دوسری جگہ تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح جو تفسیر قرآن مجید کی رسولِ اکرمؐ سے ثابت ہے وہ ہر چیز پر مقدم ہے، بلکہ وہی تفسیر ساری اُمت کے لئے حجت ہے۔ اس کی ہرگز خلاف ورزی نہ کرنا چاہیے۔ اس کی پیروی سب پر واجب ہے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا: رسولِ اکرمؐ نے جو حکم دیا ہے وہ قرآن سے سمجھ کر دیا ہے۔ اللہ نے فرمایا:

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰٮكَ اللّٰهُ ‌ؕ وَلَا تَكُنۡ لِّـلۡخَآٮِٕنِيۡنَ خَصِيۡمًا ۙ (النسآء : ۱۰۵)

"(اے پیغمبر) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ خدا کی ہدایت کے مطابق لوگوں کے مقدمات فیصل کرو اور (دیکھو) دغابازوں کی حمایت میں کبھی بحث نہ کرنا"

دوسری جگہ فرمایا:

وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ‌ۙ وَهُدًى وَّرَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ‏ ۝ (النحل : ۶۴)

"اور ہم نے جو کتاب تم پر نازل کی ہے تو اس لئے کہ جس امر میں ان لوگوں کو اختلاف ہے تم اس کا فیصلہ کر دو اور یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔"

معلوم ہوا کہ آپس کے سب اختلاف اس قرآن سے دور ہو جاتے ہیں۔ جب دو آدمیوں کے درمیان کسی عقیدہ و عمل کی بابت جھگڑا ہو جائے تو چاہیے کہ قرآن سے اس کا فیصلہ کرلیں جو لوگ اس قرآن کو ہدایت اور رحمت نہیں جانتے اُن کا ایمان درست نہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری جگہ فرمایا:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (النحل ۴۴)

"اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوتے ہیں وہ اُن پر ظاہر کر دو اور تاکہ وہ غور کریں۔"

معلوم ہوا کہ قرآن مجید دو مقاصد کے لیے آیا ہے۔ ایک ذکر کے لیے جس کو تلاوت، تذکیر اور وعظ کہتے ہیں۔ دوسرے غور اور فکر کے لیے تاکہ اس کا مطلب مدعا سمجھ لیا جائے۔ پھر اس کے موافق عمل کیا جائے۔ یہ بات نہیں ہے کہ یہ قرآن صرف ذکر ہی کے لیے اتارا گیا ہو فکر سے اس کا کچھ واسطہ نہ ہو، بلکہ ذکر و فکر دونوں مقصود و مطلوب شرع ہیں۔ حدیث میں ہے:

"اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ"

"مجھے قرآن دیا گیا ہے اور قرآن جیسی ایک دوسری چیز بھی۔"

یعنی حجت ہونے میں قرآن کی مانند ہے، مثل سے مراد یہاں سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا: "سنت کا نزول بھی اسی طرح وحی سے ہوا ہے؛ جس طرح قرآنِ مجید کا نزول۔ بات صرف اتنی ہے کہ سنت کی تلاوت قرآن پاک کی طرح نہیں ہوتی۔ امام شافعیؒ وغیرہ ائمہ کرام نے اس سلسلے میں بہت سی دلیلیں ذکر کی ہیں جن کا یہاں لکھنا بوجہ طوالت محال ہے۔

غرض یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر اگر قرآن میں نہ ملے تو پھر سنتِ مطہرہ میں ڈھونڈے۔ جس طرح حضرت معاذؓ نے یمن روانہ ہوتے وقت کہا تھا کہ میں قرآن مجید کے حکم کے مطابق حکم دوں گا، اگر قرآن میں نہ ملے تو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کروں گا اگر سنت میں بھی نہ ملے گا تو اجتہاد کروں گا۔ آپ نے اُن کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا، اللہ کا شکر ہے جس نے میرے ایلچی کو میری مرضی کے مطابق فیصلہ کرنے کی توفیق دی۔ اس حدیث کی سند جید ہے۔

سو جب قرآن کی تفسیر قرآن و حدیث سے نہ ملے تو پھر صحابہؓ کے اقوال سے اخذ کرنی چاہیے اس لیے کہ انھوں نے اس دور کے احوال و قرائن دیکھے بھالے ہیں۔ اور وہ نزولِ قرآن کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت حاضر و موجود ہوتے تھے۔ نیز تمام علم صحیح اور عمل صالح کے پابند تھے۔ یہ بات بعید از قیاس ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر بیان کریں اور انھوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی نہ ہو۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ انھوں نے رسولِ اکرمؐ سے تفسیر نہیں سنی تو پھر بھی وہ اُن عربوں میں سے ہیں جو عربی زبان سے مکمل طور پر واقف تھے۔ بال کی کھال نکالتے تھے خصوصًا جو اُن میں بڑے عالم تھے، جیسے چاروں خلفائے راشدینؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ وغیرہم۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! قرآن مجید کی کوئی آیت ایسی نہیں اُتری کہ مجھے اس کا علم ہے کس کس کے حق میں اُتری اور کہاں اُتری۔" اگر مجھے علم ہو جائے کہ کوئی مجھ سے زیادہ قرآن جانتا ہے تو میں ضرور اُس کے پاس پہنچوں۔" پھر فرمایا کہ "ہم میں سے جو آدمی قرآنِ پاک کی دس آیتیں سیکھ لیتا تھا تو جب تک اُس کے معنی نہ جان لیتا اور اُس پر عمل نہ کر لیتا آگے نہ پڑھتا تھا۔"[1]

یہ مضمون کئی روایتوں میں آیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو تو خود رسولِ اکرمؐ نے یہ دعا دی تھی کہ "اے اللہ! اُن کو دین کی سمجھ عطا فرما، قرآن مجید کے معانی سکھا دے۔"[2]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔ "یہ (عبداللہ بن عباسؓ) ترجمان القرآن ہیں"

عبداللہ بن مسعودؓ کا انتقال ۳۲ھ میں ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان کے بعد چھتیس برس تک زندہ رہے، اس مدت میں کیا کچھ علم اُن کو حاصل نہ ہوا ہوگا۔ ہاں جو بات ان دونوں اصحاب نے اہلِ کتاب سے بیان کی ہے وہ لائق استشہاد ہو سکتی ہے، اعتقاد کے لائق نہیں ہو سکتی (یعنی اس کی نفی نہیں کی جا سکتی)، کیونکہ اس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ بات ہے

---

[1] عن ابن مسعودؓ انه قال: كان الرجل منا اذا تعلم عشر آيات لم يجاوزهن حتى يعرف معانيهن والعمل بهن" وعن مسروق قال قال ابن مسعودؓ: "والذي لا اله غيره ما نزلت آية من كتاب الله الا انا اعلم فيما نزلت واين نزلت، ولو اعلم مكان احد اعلم بكتاب الله مني تناله المطايا لاتيته"

(اسد الغابة ج ۳ ص ۲۶۰ ۔ ۲۶۵)

[2] "اللهم علمه الكتاب والحكمة" "اللهم فقهه في الدين وعلمه التأويل" قال ابن عمرؓ: ابن عباس اعلم امة محمد بما نزل على محمد"

(اسد الغابة ج ۳ ص ۱۹۰ ۔ ۱۹۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کی صحت ہم کو معلوم ہے وہ بات صحیح ہے۔ دوسری وہ بات ہے جس کا کذب ہمیں معلوم ہے اور ہمارے دین کے خلاف ہے۔ تیسری بات وہ ہے جس کے بارے میں ہمارا دین خاموش ہے۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس پر ایمان لائیں اور نہ اسے جھوٹ کہیں۔ اگرچہ اس کا بیان کرنا جائز ہو۔ لیکن غالب خیال یہ ہے کہ اس قسم کی بات ذکر کرنے کا بھی دین میں کچھ فائدہ نہیں۔ مثال کے طور پر اصحابِ کہف کے نام کیا تھے؟ اُن کی تعداد کیا تھی؟ کُتّے کا رنگ کیا تھا؟ حضرت موسیٰؑ کا عصا کس درخت کی لکڑی کا بنا تھا؟ اُن پرندوں کے نام کیا تھے جنھیں حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے زندہ کیا۔ بنی اسرائیل کی گائے کے گوشت کا وہ کونسا عضو تھا جو بنی اسرائیل کے مقتول کو مارا گیا؟ جس درخت کے پاس اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کلام کی وہ کونسا درخت تھا؟ ــــ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مبہم رکھا ہے۔ اُن کی تعیین میں نہ دین کا کوئی فائدہ ہے نہ دُنیا کا۔ ہاں اختلاف کا بیان منع نہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اختلاف کو بیان فرمایا ہے:

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ۝

(الکہف : ۲۲)

"(بعض لوگ) اٹکل پچو کہیں گے کہ وہ تین تھے (اور) چوتھا اُن کا کُتا تھا۔ اور (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا اُن کا کُتا تھا اور (بعض) کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں اُن کا کُتا تھا۔ کہہ دو کہ میرا پروردگار ہی ان سے خوب واقف ہے۔ اُن کو جانتے بھی ہیں تو تھوڑے ہی لوگ (جانتے ہیں) تو تم اُن (کے معاملے) میں گفتگو نہ کرنا مگر سرسری سی گفتگو۔ اور نہ اُن کے بارے میں ان میں سے کسی سے کچھ دریافت ہی کرنا۔"

اس آیت نے ہمیں ایک ادب سکھایا اور تعلیم دی۔ اللہ نے تین قول نقل کئے ہیں۔ دو اقوال کو ضعیف ٹھہرایا۔ تیسرے قول سے سکوت فرمایا۔ معلوم ہوا کہ شاید یہی قول صحیح ہو۔ اگر باطل ہوتا تو پہلے دو اقوال کی طرح اس کو بھی ردّ فرما دیتا۔ پھر یہ فرمایا کہ ان کی گنتی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مطلع ہونے میں کچھ فائدہ نہیں۔ اللہ ہی کو علم ہے یا جس کو اللہ نے بتا دیا۔ پھر فرمایا کہ اپنے نفس کو ایسی مشقت میں مت ڈال جس میں کچھ فائدہ نہیں۔ نہ اُن سے اس گنتی کے بارہ میں پوچھ کیوں کہ سوائے گپ لگانے اور ریٹہ مارنے کے ان کو اس کا خاک بھی علم نہیں۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں رجماً بالغیب ہے۔ غرض یہ قاعدہ اختلاف بیان کرنے کا اچھا ہے۔ مختلف اقوال کو جمع کر کے صحیح قول بتا دیا جائے۔ باطل امر کا بطلان کر دیا جائے جس طرح تفسیر فتح القدیر اور تفسیر فتح البیان وغیرہ میں کہا گیا ہے۔

(ف) جب قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید، سنّتِ صحیحہ یا قولِ صحابی میں نہ ملے تو اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ تابعین کے قول کو اختیار کر لیں مگر جس شخص کو صحیح علم نہیں ہوتا، وہ تابعین کے مختلف اقوال اور عبارات کو ایک دوسرے سے مختلف ٹھہرا دیتا ہے۔ حالانکہ یہ بات سرے سے اس طرح نہیں ہوتی اس لئے کہ کوئی تابعی ان میں سے لازم شے سے تفسیر کرتا ہے۔ کوئی نظیر شے سے کوئی بعینہٖ کسی چیز پر نص کرتا ہے۔ سو ان سب اقسام کے غالباً ایک ہی معنی ہوتے ہیں اور عقلمند آدمی اکثر مقامات پر اس کو معلوم کر لیتا ہے اہل علم کی ایک دوسری جماعت نے کہا ہے کہ تابعین کے اقوال فروعات میں حجت نہیں ہیں تو تفسیر میں کیونکر حجت ہو سکتے ہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا ہے کہ یہ بات اپنی جگہ پہ درست سہی۔ لیکن جب یہ سب کے سب تابعین کسی بات پر اجماع کر لیں گے تو اس کے حجت ہونے میں کوئی عذر نہیں اس میں کچھ بھی شک نہیں ہو گا۔ اگر ان کے اقوال میں اختلاف ہو گا تو پھر ایک کا قول دوسرے کے لئے اور بعد والوں کے لئے حجت نہیں ہو گا۔ بلکہ اس وقت لغتِ قرآن یا سنّتِ مطہرہ یا اقوالِ صحابہ یا عمومِ لغتِ عرب کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

پھر فرمایا قرآن مجید کی صرف اپنی رائے سے تفسیر کرنا حرام ہے۔ حدیث ابنِ عباسؓ میں مرفوعاً آیا ہے:

"جس نے اپنی رائے یا عقل و قیاس سے یا وہ بات جو وہ نہیں جانتا قرآن کی تفسیر کی تو وہ شخص دوزخ میں اپنی جگہ بنا لے"[1]

اِس کو ترمذیؒ نے حسن کہا ہے، نسائیؒ اور ابو داؤدؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ بلکہ

---

[1] ترمذی۔ ابواب تفسیر القرآن صہ ۳۶۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری روایت میں یوں آیا ہے:

"جس نے قرآن مجید کی اپنی رائے سے تفسیر کی اور ٹھیک کی تو بھی وہ شخص چوک گیا اس نے خطا کی"[۱]

معلوم ہوا کہ جب قرآن کی تفسیر کرے تو حتی الامکان اولاً قرآن پاک سے ہی کرے پھر سنتِ مطہرہ سے، پھر اقوالِ صحابہؓ سے، پھر اجماع تابعین سے، پھر لغتِ عرب سے۔ یہ پانچ مرتبے ہوتے۔ اپنی طرف سے ہرگز کوئی بات نہ کہے اگرچہ کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اپنی رائے سے تفسیر کرنے والے کے لئے جہنم کی وعید ہے۔ حدیث "فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" ہنچریہ کے لئے ایک بہت بڑی وعید ہے۔ جنھوں نے سارے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے یا تدبر سے گھڑی ہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسا شخص یہ کہے کہ اگر میں بے جانے بوجھے کتاب اللہ میں کچھ کہوں گا تو کونسی زمین مجھے اٹھائے گی اور کونسا آسمان مجھ پر سایہ فگن ہوگا" تو پھر کسی اور شخص کا کیا مقام ہے کہ اپنے دل سے قرآن کے معنی بنائے۔

کسی نے حضرت عمر بن خطابؓ سے ممبر پر پوچھا تھا کہ "فَاكِهَةً وَّأَبًّا" کے کیا معنی ہیں؟ ذرا سوچ کر کہا کہ "اے عمر! یہ تو تکلف ہے یعنی اپنے جی سے گھڑ کر معنی نہ بتانا" مراد یہ تھی کہ لفظ "ابّ" کی کیفیت اور اس کا علم کھول کر بیان کرنا چاہیے۔ ورنہ یہ بات تو واضح تھی کہ "ابّ" ایک گھاس ہے جس کو اردو میں "دوب"[۲] کہتے ہیں۔

اسی طرح ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا کہ ایک ہزار برس کا دن کیسا ہوگا؟ انھوں نے سائل سے کہا: "تم بتاؤ کہ پچاس ہزار برس کا دن کیسا ہوگا" سائل نے عرض کیا "میں آپ سے پوچھتا ہوں" عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: "اللہ نے ان دونوں دنوں کا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے، اللہ ہی بہتر جانے"

مراد اس سے یہ ہے کہ بغیر جانے بوجھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے قرآنِ مجید کے معنی بتانے کو ناپسند کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ سلف صالحین قرآن مجید کی تفسیر میں بہت احتیاط کرتے اور ڈرتے تھے۔

۱؎ الاب تفسیر القرآن صفحہ ۲۶ ۲؎ دوب: پنجابی میں اسے "ڈب" کہتے ہیں جس سے مسجد کی صفیں تیار ہوتی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضائلِ قرآن:

(ف) قرآن مجید کے فضائل بہت سی احادیث میں آئے ہیں۔ اگر قرآن خواں چاہے کہ اسے پورا اجر ملے تو اس کے بغیر ممکن نہیں کہ وہ قرآن مجید کے سارے معانی کو سمجھ لے اس لئے کہ قرآن مجید پڑھنے کا یہی نتیجہ ہے۔ پھر جو شخص قرآن کے معانی کو سمجھ لے گا تو اس پر عمل بھی کرے گا۔ کیونکہ معانی سمجھے بغیر عمل نہیں ہو سکتا۔ بڑی شرم کی بات ہے کہ سارا قرآن تو نوکِ زبان پر حفظ ہو، طوطے کی طرح رات دن اس کو رٹتے مگر اس کے معانی معلوم نہ ہوں۔ نہ حرام کی خبر ہو نہ حلال کی، نہ محکم کی پہچان ہو نہ متشابہ کی۔ نہ مجمل کی شناخت ہو نہ مفصل کی۔ نہ ترغیب کو جانے نہ ترہیب کو پہچانے۔ فقط عبارت کا پڑھنا، الفاظ کا منہ سے نکالنا، آتا ہو۔ سو جو شخص صرف قرآن کے الفاظ یاد کر لیتا ہے مگر معانی نہیں سمجھتا، وہ بلا شبہ اس اجر و ثواب گراں مایہ سے محروم ہے جو احادیث میں آیا ہے۔ اگرچہ مجرد تلاوت یا قرآت کے کسی قدر اجر سے محروم نہ ہوگا مگر عالم کا اجر بلاشبہ محض قاری سے دو گنا، تین گنا، سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ علم کی وسعت اور عمل کے اخلاص سے ہوتا ہے۔

ع بقدرِ بحر باشد وسعت آغوش ساحل ہا

"ساحل کی آغوش کی وسعت سمندر کی وسعت کے مطابق ہوتی ہے۔"

حضرت عثمانؓ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے سب سے بہتر انسان وہ ہے جس نے قرآن مجید کا علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔" (بخاری شریف[1])

حضرت عائشہؓ سے یہی روایت مرفوعاً یوں ہے: "جو شخص قرآن مجید کا ماہر ہے وہ ان فرشتوں کے ہمراہ ہوگا، جو بزرگ اور نیک اور کاتب اعمال و احوال ہیں۔" اور جو شخص قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور قرآن کا پڑھنا اس کے لئے مشکل ہے تو اس کو دوہرا اجر ہے۔" (متفق علیہ[2])

معلوم ہوا قرآن مجید کو صرف معانی سمجھے بغیر پڑھنا اجر سے خالی نہیں ہے، بلکہ جس کی زبان نہیں چلتی اس کو صاف پڑھنے والے کی نسبت دو گنا ثواب و اجر ملے گا۔

عمر بن خطابؓ کی حدیث میں مرفوعاً آیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ اس کتاب کی بنیاد پر

---

[1] بخاری۔ جلد ۹، ۲۲۹ [2] متفق علیہ۔ بخاری ۶/۸۰، صـ ۵۳۲ مسلم ۱/۹۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بعض قوموں کو) عروج اور ترقی عطا فرماتا ہے۔ اور بعض قوموں کو اس کتاب (کے پس پشت ڈالنے) کی وجہ سے ذلیل و رسوا کرتا ہے" (مسلم شریف[1])

اللہ ترقی اور عروج ان قوموں کو عطا فرماتا ہے جو اس کے معانی جہاں تک ہو سکتا ہے سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اُن قوموں کو ذلیل و رسوا کرتا ہے جو اس پر عمل نہیں کرتے اور اس کے حلال وحرام کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔

ابو امامہؓ کے الفاظ یوں ہیں:

"تم قرآنِ مجید پڑھا کرو، یہ قیامت کے دن اپنے چاہنے والوں کا شفیع ہو گا" (مسلم شریف[2])

قرآن کے چاہنے والے وہی لوگ ہیں جو قرآن کو پڑھتے پڑھاتے، سیکھتے اور رواج دیتے رہتے ہیں۔ رات دن اسی کام کاج میں بسر کرتے ہیں۔ جان و مال سے قرآن کے پھیلانے میں کوشش بجالاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرفوعاً آیا ہے: "جس آدمی کے پاس قرآن کا کچھ حصّہ بھی نہیں وہ ویران اور اُجڑے ہوئے گھر کی مانند ہے[3]" (ترمذی ۱)

ابو سعیدؓ نے روایت کیا، رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: "جس انسان کو قرآن نے میرے ذکر و سوال سے باز رکھا، میں اُس کو سوال کرنے والوں سے بھی زیادہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت سب کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت ساری مخلوق پر ہے[4]" (ترمذیؒ اور دارمیؒ نے اسے روایت کیا ہے۔ ۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت ہے: "جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اُس کو ایک نیکی ملی، اور ہر نیکی دس گنا ہوتی ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ "الف، لام، میم" ایک حرف ہے، بلکہ "الف" ایک حرف ہے، "لام" دوسرا حرف ہے، "میم" تیسرا حرف ہے" (ترمذی نے اس کو صحیح کہا، دارمی نے بھی روایت کیا ہے[5])۔

حدیثِ علیؓ میں مرفوعاً آیا ہے: "جس نے قرآن کو حفظ کیا پھر اُس کے حلال کو حلال

---

[1] مسلم شریف۔ حدیث ۸۱۷ [2] مسلم شریف۔ حدیث ۸۰۴ [3] ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ حدیث ۲۹۱۳۔ مسند احمد بن حنبل ۱۹۴۷ [4] ترمذی، باب فضائل قرآن ۲۵۲۔
[5] ترمذی ۲۹۱۲۔ دارمی ج ۲ ص ۴۲۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حرام کو حرام جانا، تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ وہ اپنے ایسے دس افرادِ خانہ کا شفیع ہوگا جن کے لیے دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ[1])

حضرت ابوموسیٰؓ سے مرفوعاً آیا ہے "تم قرآن کی حفاظت کرو! اللہ کی قسم، اتنی جلدی اُونٹ (اپنے بندھن سے) نہیں نکلتا، جتنی جلدی یہ قرآن نکل جاتا ہے۔ (متفق علیہ[2])

اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب تک کوئی آدمی روزانہ قرآنِ مجید کی تلاوت کرتا رہتا ہے تلاوت کا پابند رہتا ہے، اُس وقت تک قرآن قابو میں رہتا ہے۔ جہاں غفلت اور سُستی سے دو چار دن اس کی تلاوت چھوڑ دی پھر قرآن مجید کی تلاوت کی مہینوں تک نوبت نہیں آتی۔ اس لئے اس کی حفاظت کا حکم آیا ہے۔ حدیث میں "صیغہ امر" کا استعمال کیا گیا ہے جس سے اس کام کا واجب ہونا ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حافظِ قرآن سے کہا جائے گا کہ تُو قرآن مجید کی تلاوت کرتا چلا جا اور درجات کی طرف بڑھتا چلا جا قرآن کو اسی طرح اچھی طرح پڑھ جس طرح تُو دُنیا میں پڑھتا تھا" (جنت میں تیری منزل اُس آخری آیت کے پاس ہوگی جو تُو تلاوت کرے گا) احمد، ترمذی، نسائی، ابوداؤد[3]

معلوم ہوا کہ جس شخص کو جتنا قرآن یاد ہوگا ایک سُورت سے لے کر ایک پارے تک، یا ایک پارے سے لے کر آخر قرآن تک، جنت میں اس کی ترقی کے درجات اسی حد تک ہوں گے۔ اس حدیث میں اس شخص کے لئے بڑی بشارت ہے جسے سارا قرآن حفظ ہے۔ وہ جب قرآن مجید کو بسم اللہ کی "ب" سے لے کر والناس کی سین تک پڑھے گا تو قرآن مجید کی آیات کے برابر درجات کی ترقی پائے گا۔

حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے قرآن مجید کی چھ ہزار آیتیں ہیں۔ اہلِ علم نے اس تعداد سے اختلاف کیا ہے، کسی نے کہا دو سو چار ۲۰۴ آیتیں اس پر زیادہ ہیں۔ بعض نے چودہ آیتیں زیادہ بتائیں۔ بعض نے دو سو انیس زیادہ بتائیں۔ کسی نے اس پہ دو سو پچیس ۲۲۵ یا دو سو چھتیس ۲۳۶ کا اضافہ کیا۔ جہاں تک کلمات کی تعداد کا تعلق ہے، عطاء بن یسارؒ نے فرمایا ستتر ہزار چار سو انتالیس ۷۷۴۳۹ ہیں۔ حضرت مجاہدؒ نے فرمایا: قرآن کے حروف کی تعداد تین لاکھ اکیس ہزار ایک سو اسی ۳۲۱۱۸۰ ہے

[1] ترمذی "فضائل قرآن" ص ۲۳۳ [2] بخاری ۹، ۴۰، ۶، مسلم نمبر ۹۱ [3] ابوداؤد ص ۱۴۶۴، ترمذی ۲۹۱۵، مسند احمد ۲/ ۱۹۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عطاء بن یسارؒ نے حروف کی تعداد تین لاکھ تیئیس ہزار پندرہ کی بتائی ہے۔

حجاج بن یوسف نے حافظوں اور قاریوں سے قرآن مجید کے حروف کی تعداد پوچھی۔ سب نے گنتی کے بعد اتفاق کیا کہ تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حروف ہیں۔ حجاج نے پوچھا نصف قرآن کس حرف تک ہے۔ انہوں نے بتایا، سورہ کہف کے لفظ ولیتلطف کی "فا" تک۔ جہاں تک قرآن کی پہلی ایک تہائی اور دو تہائی کا تعلق ہے تفسیر ابن کثیرؒ میں اس کا بھی ذکر موجود ہے، مگر اس میں بھی اختلاف بیان کیا گیا ہے۔

بہرحال جب قرآن کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو حروف کی تعداد کو دس گنا کر کے حساب کرو کہ قرآن مجید کے ایک دفعہ ختم کرنے پر کتنی نیکیاں بن جاتی ہیں۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے ورنہ کسی بندے کی یہ طاقت کہاں کہ تمام عمر میں اتنی نیکیاں اکٹھی کر سکے۔

حافظِ قرآن کو چھ ہزار منزلوں سے کچھ زیادہ ہی منزلوں کا مکان جنت میں نصیب ہوگا۔ اس نعمت و دولت کا کیا ٹھکانہ ہے۔ اگر کسی کو کم ہمتی سے حفظِ قرآن نصیب نہیں ہوا تو قرآن مجید کے حروف ناظرہ کو پڑھ کر اجر حاصل کرنا لازم ہے۔ اگر اس اجر سے بھی محروم رہا تو سمجھیے کہ سخت بدنصیبی نے اس کا دامن پکڑا۔ تین دن یا سات دن یا ایک ماہ میں اگر لگاتار قرآن مجید ختم نہیں کر سکتا تو کم از کم ایک دو رکوع ہی ہر روز پڑھ لیا کرے اور اس کے ترجمے پر غور کرے۔ اس سے اتنا تو ہوگا کہ قرآن خوانوں میں شمار ہوگا۔ اس کے لئے ہر دن میں قرآنِ مجید کی تلاوت کا ثواب لکھا جائے گا۔ جتنے حروف پڑھے ہیں ان حروف سے دس گنا نیکیاں نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی۔

وباللہ التوفیق

(جاری ہے)

احباب توجہ فرمائیں!

★ محدث خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔

★ اہل قلم حضرات، مضامین کاغذ کے ایک طرف، خوشخط اور واضح کر کے لکھیں۔

★ واضح رہے کہ محدث میں مطبوعہ مضامین شائع نہیں ہوتے۔

★ قلمکار حضرات علمی و تحقیقی اور اصلاحی مضامین ارسال فرما کر "محدث" کو مزید معیاری بنانے میں تعاون فرمائیں۔

ادارہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید

محمد رمضان سلفی

جوابِ آں ہزل[1] درجوابِ آں غزل

ماہنامہ "محدث" کی مئی ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں ہم نے حدیث "اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ" کی صحت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی تھی کہ منکرینِ حدیث نے حدیثِ نبویؐ کا انکار کر کے اس کی جگہ عملی طور پر ایسی چیزوں کو "مِثْلَهٗ مَعَهٗ" یعنی قرآن کی مثل بنا لیا ہے، جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ وہ اس کے منافی ہیں۔ اور جنھیں قرآنی تفسیر میں اختیار کرنے سے حقیقی مسلمان کی روح تک کانپ اٹھتی ہے۔ اسی لئے اہلِ اسلام قرآنی مطالب متعیّن کرنے کے لئے شروع سے لے کر آج تک صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ہدایات (حدیثِ نبویؐ) کی طرف رجوع کرتے رہے ہیں۔ کیونکہ کلامِ الٰہی (یعنی قرآنِ کریم) سے مرادِ الٰہی کا تعیّن کرنے والی حدیثِ نبویؐ ہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی وحی ہونے میں قرآن کی مثل ہے۔ اگرچہ وحی کی دوسری قسم یعنی وحی غیر متلو کے قبیل سے ہے۔ جس کا وجود قرآنِ مجید ہی سے ثابت ہے۔ جبکہ قرآنِ کریم میں وحی کی متعدد صورتیں بیان کی گئی ہیں، جن کے ذریعے انبیاء ورسل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایات ملتی تھیں۔ جیسا کہ سورۃ الشوریٰ میں ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَآءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِإِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ إِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ (الشوریٰ: ۵۱)

"یعنی کسی بشر کے لئے یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے گفتگو کرے مگر وحی سے یا پردے کے پیچھے سے یا اس طرح کہ ایک قاصد بھیجے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وحی کرے جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا ہو"

[1] ہزل عربی زبان میں غیر سنجیدہ گفتگو کو کہتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بلند حکمت والا ہے۔"

اِس قرآنی آیت میں کسی بشر پر احکام وہدایات نازل ہونے کی تین صورتیں بتائی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ براہِ راست وحی کی جائے۔ دوسری یہ کہ پردے کے پیچھے سے گفتگو کی جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ بھیج کر وحی کی جائے۔ جبکہ قرآنی وحی صرف تیسری قسم میں داخل ہے۔ لہٰذا اس آیت کے پیشِ نظر وحیٔ الٰہی کی دو صورتیں اور بھی تھیں، جن کے ذریعہ سے انبیاء ورسل کو ہدایات ملتی رہیں۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی اس کی تائید کرتا ہے:

"اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ" (الحدیث، سنن ابی داؤد)

یعنی جیسے مجھے قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی دیا گیا ہے ویسے ہی اس کی مثل حکمت (حدیثِ نبویؐ) بھی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعہ ہی عطا کی گئی ہے۔" اور معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا آدمی بھی جان سکتا ہے کہ اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ قرآن وحدیث دونوں رسولِ کریمؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے گئے ہیں۔ کسی جنّ یا انسان کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ مگر یہ آسان سی بات "طلوعِ اسلامؒ" والوں کو سمجھ نہیں آرہی۔ اور وہ حدیث "مِثْلَهٗ مَعَهٗ" کو قرآنِ کریم کی مندرجہ ذیل آیت کے معارض قرار دے رہے ہیں:

"قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ ---- (الاسراء: ۸۸)

"یعنی اے رسولِ کریمؐ! آپ لوگوں کو بتا دیں کہ اگر تمام جنّ وانس اس قرآن جیسی کتاب لانے پر جمع ہو جائیں تو وہ اس کی مثل نہیں لا سکتے۔"

اِس قرآنی آیت اور مذکورہ حدیث میں واضح فرق تک فرقہ طلوعِ اسلام کی رسائی نہ ہو سکی۔ لہٰذا اس نے یہ لکھا کہ:

"جب اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے انسانوں اور جنّوں کو چیلنج دیا ہے کہ تم تمام مل کر بھی اس قرآن کی مثل نہیں لا سکتے تو آپ لوگ کونسے خدا سے قرآن کیلئے قرآن کی مثل قرآن کے ساتھ "مِثْلَهٗ مَعَهٗ" لانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔"

(طلوعِ اسلام، مارچ واپریل ۱۹۷۱ء)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ اِن حضرات کے اِس اعتراض کا جواب اِن کے اپنے اسی سوال میں موجود ہے، جسے فہم و فراست کے حامل لوگ بآسانی سمجھ سکتے ہیں، پھر بھی ہم نے اس اشکال کا ازالہ یُوں کر دیا تھا:

"احادیث، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اقوال و افعال ہیں۔ جو آپؐ کو قرآنِ کریم کے بیان اور تعبیر و تشریح کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کئے گئے تھے، حدیث "اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَ مِثْلَهٗ مَعَهٗ" سے یہی مقصود ہے کہ صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن اور اس کی مثل حکمت (حدیثِ نبویؐ) دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے گئے ہیں، جبکہ سُورۃ اسراء کی مذکورہ آیت میں قرآن کی مثل لانے کی جو نفی کی گئی ہے اس کا تعلق جنّ و انس سے ہے۔" (محدّث: مئی ۸۹ء)

حدیثِ مذکور کے خلاف فرقہ طلوعِ اسلام کے اعتراض کی تردید میں ہماری اس وضاحت کے ہوتے ہوئے بھی انھوں نے اپنے حواریوں کو اندھیرے میں رکھنے کے لئے یہ دعویٰ کر دیا کہ:

"ہمارے سوال کا کہیں جواب نہیں دیا گیا۔ غیر متعلقہ باتوں سے ۱۵ صفحے کالے کر دیئے گئے ہیں۔" (طلوعِ اسلام: جون ۸۹ء)

اِن حضرات کی طرف سے یہ دعویٰ بھی اندھا دُھند ہی کیا گیا ہے۔ اور اس سے اُن قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا گیا جو ہماری تحریر میں پیش کی گئی تھیں، اگر آیات و احادیث پر مشتمل مضمون کو "طلوعِ اسلام" میں دینے سے اس کے صفحات کالے ہوئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ فرقہ طلوعِ اسلام کے ہاں قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ ــ معاذ اللہ ــ کالک کا باعث ہیں۔ اور اُن کے مجلّہ کے صفحات قرآن و حدیث سے بھی قیمتی سمجھے جا رہے ہیں، اور اس کے باوجود یہ لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ منکرینِ حدیث نہیں بلکہ قرآنی نظام کے علمبردار (یعنی ٹھیکیدار) ہیں۔

دراصل کالک کا باعث وہ تحریر نہیں جو قرآنی آیات و احادیث پر مشتمل ہے بلکہ اس کا سبب وہ سیاہ اقتباسات ہیں جنھیں مسٹر پرویز کے لٹریچر سے نقل کیا گیا تھا کیونکہ وہ خلافِ اسلام تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا آپ کا یہ کہنا کہ آپ کو اپنے سوال کا جواب نہیں ملا تو آپ کے اس دعوے سے اُس تاثر کو مزید تقویت ملتی ہے جو عوام و خواص میں مشہور ہے کہ منکرینِ حدیث میں بات سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اگر آپ وہنۃ الاطفال کی طرح سمجھنے کے ہی عادی ہیں، تو ہم دوبارہ عرض کئے دیتے ہیں کہ حدیث "أُوْتِيْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ" سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن اور اس کی مثل حدیث دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے ہیں، کسی جن وانس کی طرف سے نہیں۔ جبکہ سورۂ اسراء کی آیت میں قرآن کی مثل لانے کی جو نفی کی گئی ہے اُس کا تعلق جنوں اور انسانوں سے ہے اللہ تعالیٰ سے نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن کی مثل بلکہ اس سے بھی بہتر لانے پر قادر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (البقرۃ : ۱۰۶)

"ہم اپنی جس آیت کو منسوخ کر دیتے یا اُسے بھلا دیتے ہیں، اس کی جگہ اس سے بہتر لاتے ہیں یا پھر اس کی مثل۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

اگرچہ یہ نسخ کا ذکر ہو رہا ہے۔ تاہم اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی مثل لانے کی نفی صرف جن وانس سے ہے، اللہ تعالیٰ سے نہیں۔ اور اس آیت پر غور کرنے سے حدیث "أُوْتِيْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ" کی قرآن کریم کے ساتھ مطابقت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود منکرینِ حدیث اس کا انکار کرتے ہیں، اور اس پر اصرار کے باوجود اپنے لئے منکرینِ حدیث کے لقب کے استعمال کو پسند نہیں کرتے بلکہ اسے گالی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ حضرات طلوعِ اسلام اور پرویز صاحب کو منکرینِ حدیث کی گالی دے کر اپنے تئیں خوش ہو جاتے ہیں کہ ہم نے ایک بہت بڑا دینی فریضہ ادا کر دیا ہے۔" (طلوعِ اسلام)

حالانکہ خود مسٹر پرویز کے لٹریچر سے بیسیوں ایسی عبارتیں پیش کی جاسکتی ہیں، جو اُن کے منکرِ حدیث ہونے کو ثابت کرتی ہیں، اور اُن کے مخالفِ حدیث ہونے کے بارہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں چھوڑتیں ۔ مثال کے طور پر وہ لکھتے ہیں :

"حدیث کا صحیح مقام دینی تاریخ کا ہے ۔ اس سے تاریخی فائدے حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔ لیکن دین میں حجت کے طور پر وہ نہیں پیش کی جا سکتی ۔ اس (حدیث) کو دین بنا لینے سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ قرآن کریم جو سراسر زندگی ہے ۔ حجاب میں آگیا ہے ۔" (مقامِ حدیث از پرویز ص۱۵۷)

حدیثِ نبوی کو نقصان دہ کہنے والے کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ اس سے وہ قرآن کریم حجاب میں نہیں آیا جسے صاحبِ قرآن نے پیش کیا ہے ۔ ہاں حدیثِ نبوی سے مسٹر پرویز کی مفہوم القرآن یا مطالب الفرقان جیسی کتابیں ضرور زمین میں دفن ہو کر رہ جاتی ہیں ، جن میں خلافِ اسلام افکار کی بھرتی کی گئی ہے اور ان میں مسٹر پرویز کا اپنا ذہن ان کے قلم کی وساطت سے یوں ٹپکتا رہا ، جیسے پیپ سے بھرے ہوئے زخم سے فاسد مواد بہتا رہتا ہے ۔

درحقیقت مسٹر پرویز امتِ مسلمہ کو حدیثِ نبوی سے برگشتہ کر کے اس سے اپنے اس لٹریچر کی اتباع کروانا چاہتے تھے جسے انھوں نے قرآن کے نام پر وضع کیا تھا ، لیکن انھیں اس بات کا احساس نہیں ہوا کہ جس اُمت نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آنے والے نام نہاد مفکروں کو اپنے جوتے کی نوک سے ٹھکرا دیا ہے ۔ وہ اُمت بیچارے پرویز کو کیا جانے ؟ کیونکہ ہر شخص یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ دینِ اسلام کے عطا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں ۔ اور اللہ رب العزت سے اس کی تعبیر و تشریح کے حق پانے والے حضرت محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ لہٰذا قرآنی تعبیر و تشریح اسی مقدس ہستی کی معتبر ہوگی جسے اللہ تعالیٰ نے یہ حق دیا ہو ۔ اس سے روگردانی کر کے اگر کوئی شخص قرآنی تعبیرات پیش کرتا ہے تو یہ دینِ شیطان تو ہے دینِ رحمان ہرگز نہیں ۔

ایک دوسرے مقام پر وہ ، احادیثِ نبویہ کو تعلیم خداوندی سے خارج کرتے ہوئے اور انھیں رسول اللہ کی ذہنی اختراع سمجھتے ہوئے رقمطراز ہیں ،

"حقیقی تعلیم خداوندی اب صرف قرآن کے اندر ہے ۔" (قرآنی فیصلے ۴/۳)

اگر صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآنی تعبیرات تعلیم خداوندی سے خارج ہیں تو پرویزی ذہن کی خرافات کو وحی الٰہی کا درجہ کیونکر دیا جا سکتا ہے ؟ اور اُن کی تعمیل پر لوگوں کو اکسانے کی وجہ کیا ہے ؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے بارہ میں مسٹر پرویز کی ان تصریحات کو جھٹلاتے ہوئے اُن کے مقلد انھیں عاشقِ حدیث باور کرانا چاہتے ہیں اور لکھتے ہیں :

"مفکرِ قرآن کی سیرت رسول اعظم علیہ التحیۃ والسلام پر بے نظیر علمی کاوش "معراجِ انسانیت" اس ناقابلِ تردید حقیقت پر شاہد ہے کہ وہ ہرگز ہرگز منکرِ حدیث نہ تھے۔ کیونکہ اس عظیم تصنیف میں جس کے الفاظ میں سیرتِ رسولؐ جگمگاتے ہیروں کی طرح وجہ شادابی قلب ونگاہ بنتی ہے۔ بیشمار احادیث نقل کی ہیں کیونکہ وہ قرآنی تعلیمات کے مطابق ہیں۔ اور یقیناً اقوال رسول ہیں۔ مفکرِ قرآن بلاشبہ ایسی احادیث منسوب الی الرسول کو جن سے ارشاداتِ ربانی کے خلاف معراجِ انسانیت پر فائزہ رسولِ اکرمؐ کی سیرت داغدار ہو کر سامنے آتی ہے۔ اقوالِ رسولؐ ماننے سے انکار کرتے ہیں"

(طلوعِ اسلام: جون ۱۹۸۶ء)

فرقہ طلوعِ اسلام کی طرف سے دیئے گئے اس اقتباس میں جن چیزوں کو باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہ بالاختصار حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ مسٹر پرویز نے اپنی کتابوں میں بیشمار احادیث درج کی ہیں، جو اُن کے منکرِ حدیث ہونے کی نفی کرتی ہیں۔

۲۔ مسٹر پرویز ایسی حدیث کا انکار نہیں کرتے جو قرآنی تعلیمات و تصریحات کے مطابق ہو۔

۳۔ چونکہ انھوں نے سیرت رسولؐ پر "معراجِ انسانیت" نامی کتاب لکھی ہے جس میں انھوں نے بہت سی احادیث درج کی ہیں اس لیے انھیں منکرِ حدیث یا منکرِ شانِ رسالت نہیں کہا جا سکتا۔

ان حضرات کے پہلے دونوں اشکالات کی تفصیلی تردید ہم ماہنامہ محدث نومبر ۱۹۸۶ء کے شمارہ میں کر چکے ہیں۔ جس میں ہم نے غلامانِ پرویز سے سوال کیا تھا کہ:

"وہ احادیث جنھیں مسٹر پرویز۔ بقولِ شما۔ صحیح مانتے تھے اور اُنھیں اپنی کتابوں میں درج کرتے تھے، ان کے متعلق ہمارا استفسار یہ ہے کہ ایسی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی آراء تھیں، یا آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے ملی تھیں، اگر وہ آپؐ کی ذاتی آراء ہیں جن کا وحی سے کوئی تعلق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں، تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلوق میں سے کسی کی رائے کو ماننا پرویز صاحب کے ہاں شرک باللہ کے مترادف ہے، تو کیا وہ ان احادیث کو۔ جو آپ کی ذاتی صوابدید پر مبنی تھیں۔ تسلیم کر کے شرک کا ارتکاب کرتے رہے ہیں؟ اور اگر وہ احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی ملی ہیں تو بتایا جائے کہ وہ قرآنی وحی کے قبیل سے ہیں یا اس کے علاوہ وحی کی کسی دوسری قسم سے؟ اگر وہ پہلی قسم سے ہیں تو وحی کی یہ قسم من وعن قرآن کریم کے اندر محفوظ ہے۔ لہٰذا ایسی احادیث کے الفاظ کو قرآن مجید میں موجود ہونا چاہیے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے تو لامحالہ ایسی احادیث وحی کی دوسری قسم سے متعلق ہوں گی، جسے وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔ لیکن مسٹر پرویز وحی کی اس قسم کو ہی غلط قرار دے چکے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مستشرق پرویز کلیۃً منکر حدیث تھے۔ اور اُن کی طرف سے قرآنی مطابقت کا دعوٰے یا بعض احادیث کو اپنی کتابوں میں درج کرنا صرف ان سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے چنگل میں پھانسنے کے لئے تھا جو کہ تعبیر قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کو دل وجان سے قبول کرنے کے شیدائی ہیں۔ (محدث: نومبر ۱۹۸۶ء)

مسٹر پرویز کے کلیۃً منکرِ حدیث ہونے کی یہ ایسی عقلی دلیل ہے کہ فرقہ طلوع اسلام کے مذہبی پیشوا اسے رواجی کہہ کر تو آگے بڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اس کا جواب نہیں دے سکتے اور اگر ان حضرات نے اس کا جواب لکھنے کی کوشش کی بھی تو ایسی صورت ہی اختیار کریں گے جس سے مسٹر پرویز کا مشرک ہونا لازم آئے۔ اور کسی شخص سے دفاع کرتے کرتے اسے شرک کا ارتکاب کرنے والے مجرموں کے کٹہرے میں لا کھڑا کرنے سے بہتر یہ ہے کہ خاموش ہی رہا جائے۔ رہا اُن کا یہ دعوٰی کہ مسٹر پرویز صرف انہی احادیث کو صحیح مانتے ہیں جو قرآنی تعلیمات کے مطابق ہوں اور جو اس کے موافق نہ ہوں۔ انھیں وہ صحیح تسلیم نہیں کرتے۔

پردہ اٹھتا ہے

تو صحتِ حدیث کے لئے یہ اصول بھی مسٹر پرویز کا اپنا نہیں بلکہ مرزا قادیانی سے چرایا ہوا ہے جسے ہم پرویز کے لٹریچر سے ہی نقل کر رہے ہیں۔ اور انھوں نے اس قاعدہ کو مرزائی کتاب "اعجاز احمدی ص۳۰" سے لیا ہے۔ لہٰذا قادیانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کذاب کے ہاں حدیثِ نبوی کے رد ّ بدل کا معیار ذکر کرتے ہوئے خود مسٹر پرویز نے لکھا ہے کہ :

"میرے (قادیانی کے) اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے پر نازل ہوتی - ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں، اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہیں" (ختم نبوّت از پرویز صـ۲۳)

مرزا قادیانی کے اس اصولِ حدیث کو مستشرق پرویز نے اپنے لئے اختیار کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا، بلکہ بڑی فراخدلی سے اسے قبول کیا، اور اُس پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی چنانچہ وہ خود اپنی اسی کتاب میں چند ہی صفحات کے بعد اس قادیانی معیار کو اپنے فرقے میں درآمد کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"میرے نزدیک دین میں سند اور حجت خدا کی کتاب (قرآن کریم) ہے اور احادیث کے پرکھنے کا معیار یہ کہ جو حدیث قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف نہیں جاتی اُسے حضور کا ارشاد تسلیم کیا جا سکتا ہے" (ختم نبوت صـ۲۶)

حالانکہ مستشرقِ مذکور کے اختیار کردہ اس اصول کے بودہ پن کو ماہنامہ محدث نے اپنی نومبر ۸۹ء کی اشاعت میں "مستشرق ہندی کا مکمل انکارِ حدیث" کے عنوان سے بایں الفاظ ظاہر کر دیا تھا کہ :

" ایسی حدیث کو تسلیم کرنے کا دعویٰ کرنا جو قرآنی تعلیمات کے مطابق ہو۔ مہمل اور لایعنی دعویٰ ہے۔ جسے ان لوگوں نے اہلِ اسلام کے اعتراض سے بچنے کے لئے ایک آڑ کے طور پر وضع کر لیا ہے۔ چنانچہ ان کے اس لفظی گورکھ دھندے کو منکرینِ حدیث کے نباض مولانا محمد اسماعیل السلفیؒ کافی عرصہ پہلے بے نقاب کر چکے ہیں، آپ فرماتے ہیں۔ "سوچئے کہ اگر ایک حکم قرآن و سنّت میں بصراحت موجود ہو۔ اور آپ اسے مان لیں تو آپ نے سنّت پر کیا احسان کیا، وہ تو قرآن ہے، اس کا انکار کیسے ممکن تھا؟"

(حجیتِ حدیث صـ۱۸)

چنانچہ جس حکم پر حدیث مشتمل ہے۔ اگر وہی حکم قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ اب اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم کو صرف قرآنِ کریم کی وجہ سے مانا جائے۔ یا اس کے ساتھ اس کی تعمیل میں حدیث کو بھی ملا لیا جائے، دونوں صورتوں میں وہی حکم زیرِ عمل آئے گا جو قرآنِ کریم میں ہے۔ جبکہ اطاعت رسول میں صداقت کا راز تو اس وقت کھلے گا جب کسی ایسے حکم کی تعمیل کی جائے گی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ کریم کی تعبیر کے طور پر دیا ہے اگرچہ وہ قرآن مجید میں بصراحت موجود نہ ہو۔"

بہرحال مستشرق پرویز نے صحت حدیث کو جانچنے کا اصول دراصل مرزا قادیانی سے لیا ہوا ہے، اور ان کے اس طرزِ عمل سے یہ بات نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ جہاں قادیانی کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت پر تیشہ چلانے کے لئے تیار کیا گیا۔ وہاں مسٹر پرویز کو آپ کے خاتم الرسل ہونے کے منصب پر کلہاڑہ چلانے پر آمادہ کیا گیا۔ اور ان دونوں غلامانِ احمد کے فرقہ بندوں کا انداز بھی اُن کی آپس میں یگانگت پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ ہم نے "محدث" کے گذشتہ شمارہ میں فتنہ تجدیدِ نبوت اور تجدیدِ رسالت کی قدرِ مشترک" کے عنوان کے تحت لکھا تھا کہ:

> "فرقہ طلوعِ اسلام کا اپنے مخالفوں کو "وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی" کے الفاظ سے یاد کرنا مخصوص قادیانی ذہن کی عکاسی کرتا ہے کیونکہ مرزا قادیانی کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنی جعلی نبوت کی دھاک بٹھانے کے لئے اپنے مخالفین کو ایسے ہی جملوں سے یاد کیا کرتا تھا"

لیکن طلوعِ اسلام والوں نے ہماری اس تنبیہ پر توجہ دینے کی بجائے اپنی اس غلط روش کو یوں تحفظ دینے کی کوشش کی کہ:

> "ماہنامہ محدث نے ہمارے مضمون کے آخری الفاظ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی" کا جو وحی الٰہی کے الفاظ ہیں، اور سورۂ طٰہٰ کی آیت ۴۷ کا حصہ، جس بھونڈے طریقہ سے مذاق اڑایا ہے۔ وہ ان جیسے ہی قرآن کو ماننے والوں کا خاصہ ہو سکتا ہے۔ اللہ کی نازل کردہ وحی کے الفاظ کو مرزا قادیانی کے اس انداز کے جملے کہنے کی جرأت یہی حضرات کر سکتے ہیں۔ ہماری تو ایسی بات کرنے سے پہلے روح تک کانپ اٹھتی ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(طلوع اسلام ، جون ۱۹۵۶ء)

ان حضرات کا یہ جواب بھی سادہ لوح لوگوں کو پھانسنے کے لئے شکاری کے جال کی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ اِن قرآنی الفاظ کو لکھنے سے اگر طلوع اسلام والے قرآنی نظام کے علمبردار بن سکتے ہیں تو بتائیے اس بارہ میں قادیانی کذّاب کا جرم کیا رہا ؟ وہ بھی تو اپنے مخالفوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کے یہی الفاظ استعمال کرتا تھا، جو سورۃ طٰہٰ کی آیت ۱۰۸ کا حصہ ہیں علاوہ ازیں ان الفاظ کے قرآنی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ انھیں سیاق وسباق سے کاٹ کر بے موقع استعمال کرنا شروع کردیا جاتے اور پھر اُن کے قرآنی ہونے کا راگ الاپا جاتے۔ یُوں تو " لَعَنَہُ اللہُ " بھی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کے الفاظ ہیں اور سورۃ النساء کی آیت ۱۱۸ کا حصہ، لیکن ان الفاظ کو فرقہ طلوع اسلام یا اس کے کسی مذہبی پیشوا کے لئے استعمال کرنا صرف اس لئے درست قرار نہیں دیا جاسکتا کہ یہ قرآنی الفاظ ہیں اور وحی الٰہی کا حصہ ہیں۔

ٹھہریئے : ان حضرات کے ایک اشکال کا ازالہ ابھی باقی ہے۔ جس میں یہ مبتلا ہیں، اور وہ ہے اُن کا زعم باطل کہ مسٹر پرویز نے جبکہ سیرت النبیؐ پر " معراج انسانیت " نامی کتاب لکھی ہے، جس میں انھوں نے بہت سی احادیث درج کی ہیں " تو اس کتاب کے ہوتے ہوئے انھیں منکرِ حدیث یا منکرِ شانِ رسالت کیونکر کہا جاسکتا ہے ؟

دراصل یہ مسٹر پرویز کے اس دعویٰ کی صدائے بازگشت ہے جسے انھوں نے اپنے متعلق " ختم نبوّت اور تحریکِ احمدیت " کتاب میں ان الفاظ سے درج کیا ہے :

" مجھے جو منکرِ حدیث کہا جاتا ہے تو وہ اس لئے نہیں کہ میں صحیح احادیث کا منکر ہوں۔ میری کتاب " معراج انسانیت " میں دیکھئے میں نے کتنی حدیثیں درج کی ہیں " (ص ۲۶۵)۔

مسٹر پرویز کو " معراج انسانیت " کتاب کیوں لکھنا پڑی ؟ اور اس میں انھوں نے متعدد احادیث درج کیوں کیں ؟ ایسے سوالات کا جواب مسٹر مذکور نے خود ہی مذکورہ بالا اقتباس میں دے دیا ہے۔ یعنی تاکہ انھیں منکرِ حدیث یا منکرِ شانِ رسالت نہ کہا جاسکے۔ درحقیقت مسٹر پرویز نے جب ہر وقت کی گورنمنٹ کو اللہ تعالیٰ کے رسول ہونے کا لقب عنایت فرمایا اور اُن بہت سی آیات کو — جن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی رسالت کا ذکر ہے ___ حکمرانوں پر چسپاں کرنے کی جسارت کی، تو مسلمانوں کے ذہنوں میں اس بات کا جنم لینا لازمی تھا کہ گورنمنٹ کے عہدے داروں کو رسالت کے اعلیٰ منصب پر فائز کر دینے والا مسٹر پرویز رسالتِ محمدیہ کا منکر اور درباری آدمی ہے۔ تو اس اعتراض سے بچنے کیلئے انھیں یہ کتاب ترتیب دینا پڑی، تاکہ جو شخص بھی انھیں منکرِ حدیث کہے یا منکرِ شانِ رسالت ثابت کرے تو اس کے سامنے ان کی یہ کتاب پیش کر دی جاتے۔ اور یہ دعویٰ کیا جائے کہ جس شخص نے سیرت پر ایسی ضخیم کتاب لکھی ہے، وہ منکرِ شانِ رسالتؐ کیسے ہو سکتا ہے؛ اور اس میں بہت سی احادیث درج کرنے والا منکرِ حدیث کیونکر ہو سکتا ہے؟ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ "معراجِ انسانیت" ہی وہ کتاب ہے جس میں مستشرق پرویز نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ رسالت پر وار کیا اور آپؐ کے خاتم الرسل ہونے کا انکار کیا ہے اور یہاں تک لکھنے کی جسارت کی کہ:

"اللہ و رسول سے مراد وہ مرکز نظامِ اسلامی (CENTRAL AUTHORITY) ہے، جہاں سے قرآنی احکام نافذ ہوں گے۔"

(معراجِ انسانیت: ص۳۱۸)

اس کتاب میں اس قسم کے اقتباسات کو سامنے رکھ کر انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجئے کہ یہ کتاب شانِ رسالتؐ کو اجاگر کرنے کے لئے لکھی گئی ہے، یا مقامِ رسالتِ محمدیہ پر تیشہ چلانے کے لیے؟

یہی وجہ ہے کہ مقدمہ بہاولپور میں ___ بقول مسٹر پرویز ___ ان کی بات کو عدالت میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ ورنہ انھوں نے کوئی ایسا تیر نہیں مارا تھا جو علماء کی استطاعت سے باہر ہو۔ بات اصل میں یہ تھی کہ مقامِ رسالتؐ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منحصر سمجھنے والے علماء، اور اس مقدس مقام پر حکمرانوں اور قاضیوں کو فائز کر دینے والے مسٹر پرویز عدالت کی نگاہ میں برابر کیونکر ہو سکتے تھے؛ جبکہ اہلِ اسلام کے ہاں مقامِ رسالت کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھین کر گورنمنٹ کے عہدے داروں کو دینے کی کوشش کرنا ایسا بدترین جرم ہے جو مسٹر پرویز کے باقی سارے جرائم اور ان کی سب سازشوں سے بڑھ کر ہے اور جسے سن کر کوئی مسلمان اس کی مذمت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

رہی "معراجِ انسانیت" تو اس کتاب کے نام پر غور کرنے سے پرویز کے نزدیک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اصل مقام ہے وہ کھل کر سامنے آجاتا ہے اور وہ یہ کہ مستشرق پرویز کے ہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اعلیٰ مقام تھا وہ صرف انسانیت کی معراج ہی تھا۔ یعنی اُس کے نزدیک نبوت کا مقام انسانیت کی ترقی سے بڑھ کر کچھ نہیں اور یہی وہ فساد کی جڑ ہے جو مستشرق پرویز کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے دائمی ماننے سے انکار کی طرف لے جاتی ہے۔ حالانکہ رسول انسان ہو کر بھی باقی سب انسانوں سے نبوت و رسالت کے اعتبار سے بالاتر ہے، اور وصفِ رسالت و نبوت، انسانیت کا ارتقاء یا اکتساب نہیں بلکہ وہبی شے ہے، جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی، اور اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے انسانی کمالات کا معترف ہو جاتے، لیکن وہ تب تک مسلمان نہیں ہو سکتا، جب تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصفِ رسالت کو دائمی تسلیم نہ کرے۔ اور یہ وصف اس قدر کامل ہے کہ اس نے آپ کی جملہ صفات کا احاطہ کر لیا ہے۔ قرآنِ کریم میں اسے کلمہ حصر سے ذکر کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ" (آلِ عمران : ۱۴۴)

یعنی رسول صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

اور کسی بھی شخص کے مومن اور مسلمان ہونے کا انحصار اس پر ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصفِ نبوت کے ساتھ ساتھ آپ کے وصفِ رسالت کے دائمی ہونے پر بھی ایمان لاتے۔ ورنہ آپ کے انسانیت کی معراج ہونے کا اقرار تو بیشمار عیسائی اور یہودی، ہندو اور سکھ بھی کرتے ہیں۔ لیکن وہ مسلمان نہیں ہیں، کیونکہ وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول نہیں مانتے۔

دوسری طرف "معراجِ انسانیت" کا شخصی جمود سے بالاتر ہو کر مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ اس کتاب کی جو بات صحیح ہے وہ نئی نہیں بلکہ دیگر علماء سے مستعار ہے، اور جو چیز اس میں نئی ہے وہ صحیح نہیں بلکہ غلط ہے، جس کی ایک مثال ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ رسالت کے خلاف ایسے پرویزی پروپیگنڈے سے بچاتے۔ آمین۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تنقید

از قلم غازی عزیر

عَلِیٌّ مِنِّیْ وَأَنَا مِنْهُ ...

(حدیث)

شیعہ مبلغین اپنی مجالسِ وعظ میں بڑی شد و مد کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علیؓ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔" آپ کا یہ فرمانا اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت علیؓ تمام صحابہ کرامؓ سے افضل و برتر ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کے متعلق ایسا فرما کر انھیں اپنے نفس سے قرار دیا ہے۔ جب کہ یہ سعادت اور مقام و مرتبہ کسی دُوسرے صحابی کا مقدر نہ بن سکا۔[1]

شیعہ علماء کے اِن تمام دعاوی کا جائزہ ان شاء اللہ آگے پیش کیا جائے گا۔ فی الحال ذیل میں اس حدیث کے جملہ طرق، محدثین کے نزدیک اُن کے مقام و مراتب اور مطالب شروح بیان کی جاتی ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ کثرت کے ساتھ بیان کی جانے والی حدیث اس طرح ہے:

"عَلِیٌّ مِنِّیْ وَأَنَا مِنْهُ وَلَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِیٌّ"

یہ روایت اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادہؓ کے طریق سے مروی ہے۔ امام احمد[2] اور ابنِ عساکرؒ[3] نے اس کی تخریج کی ہے۔ اِن کے علاوہ امام ترمذیؒ[4]، امام نسائیؒ[5]، امام طبرانیؒ[6]، امام ابنِ ماجہؒ[7]، زید بن علیؒ[8] اور ابنِ سعد[9] رحمہم اللہ نے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) نے اسے جن دو طرق سے روایت کیا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِیْلُ بْنُ مُوْسٰی نَا شَرِیْكٌ عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ عَنْ حُبْشِیِّ بْنِ

---

[1] کذا فی تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی للشیخ عبدالرحمٰن المبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۵ طبع دہلی و نشر السنۃ ملتان [2] مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۶۴، ج ۴ ص ۱۶۴-۱۶۵، ج ۵ ص ۲۰۴۔ [3] تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۴ ص ۱۶۳ ق ۱ [4] جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۵-۳۲۶-۳۲۸ [5] خصائص علی للنسائی ص ۱۸ [6] طبرانی الکبیر حدیث ۳۵۱۱ [7] سنن ابن ماجہ المقدمۃ باب ۱۱ حدیث ۱۱۹ [8] مسند زید بن علی حدیث ۹۴۲-۹۴۴ [9] طبقات ابن سعد ج ۲ ق ۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الخ ۔

(۲) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَیْمَانَ الضُّبَعِیُّ عَنْ یَزِیْدَ الرِّشْکِ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ ا لخ[۲]

اوّل الذکر حدیث کے الفاظ بعینہ وہی ہیں جو اوپر مذکور ہیں، لیکن آخر الذکر حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ ۔

ان میں سے پہلی حدیث پر امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ نے حکم لگایا ہے کہ "یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے"[۳] اور دوسری پر کہ "یہ حدیث غریب ہے اور ہمیں جعفر بن سلیمان کی اس حدیث کے علاوہ کسی اور حدیث کا علم نہیں کہ جس میں یہ بات مذکور ہو"[۴]

امام ترمذیؒ کے پہلے طریق میں عمرو بن عبداللہ ابو اسحٰق السبیعی ہے جو ثقہ عابد تو ہے لیکن علامہ حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) اور علامہ عبدالرحمٰن ابو العلی مبارکپوریؒ (م ۱۳۵۳ھ) وغیرہ فرماتے ہیں کہ "آخر عمر میں اختلاط کیا کرتا تھا"[۵] اگرچہ ابو حاتمؒ اور عجلیؒ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ لیکن بقول علامہ فسویؒ: "بعض اہل علم نے اختلاط کی وجہ سے اسے ترک کیا ہے"۔ علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "ابو اسحٰق السبیعی اختلاط کیا کرتا تھا۔ پھر وہ مدلس بھی ہے"[۶] اسی طرح علامہ شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوری فرماتے ہیں کہ "وہ مدلس ہے جس کی صراحت حافظ ابن حجرؒ نے طبقات المدلسین میں فرمائی ہے"[۷]

اس طریق میں عمرو بن عبداللہ ابو اسحٰق السبیعی کا تابع شریک بن عبداللہ القاضی ہے، اور

---

[۱] جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۵ [۲] ایضاً ج ۴ ص ۳۲۵، ۳۲۶ [۳] ایضاً ج ۴ ص ۳۲۸ [۴] ایضاً ج ۴ ص ۳۲۶ [۵] تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۲ ص ۷۳ طبع دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۵ء، میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی ج ۳ ص ۲۷۰ طبع دار المعرفۃ بیروت، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۹۔۴۴۔ تہذیب التہذیب لابن حجرؒ ج ۸ ص ۶۳، الکواکب النیرات ص ۳۴۱، شرح علل الترمذی لابن رجب ص ۳۴۵، معرفۃ الثقات من الرجال اہل العلم والحدیث ومن الضعفاء وذکر مذاہبہم واخبارہم للعجلی ج ۲ ص ۱۷۹، ۱۸۰ طبع مکتبۃ الدار بالمدینۃ المنورۃ ۱۹۸۵ء [۶] میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۲۷۰ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ وشیٔ من فقہہا وفوائدہا للشیخ الالبانی ج ۴ ص ۳۳۵۔۳۴۲ طبع مکتبۃ السلفیۃ عمان ۱۴۰۲ھ [۷] تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۴۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر بھی کلام کیا گیا ہے۔ علامہ ذہبیؒ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں : بہت زیادہ ضعیف ہے۔ یحییٰ القطانؒ یہ بھی فرماتے ہیں ، میں نے اسے تخلیط کرتے ہوئے پایا ہے۔ یحییٰ بن سعیدؒ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ آخر عمر میں اختلاط کیا کرتا تھا۔ عبداللہ بن مبارکؒ کا قول ہے کہ شریک کی احادیث کچھ نہیں ہوتیں۔ جوزجانیؒ کا قول ہے کہ وہ سیئ الحفظ اور مضطرب الحدیث تھا۔ ابنِ معینؒ نے اسے ثقہ وصدوق قرار دیا ہے۔ امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مسعود الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کا قول ہے کہ شریک قوی نہیں ہے۔ ابوحاتمؒ کا قول ہے : شریک صدوق تو ہے لیکن اس سے اغلاط مروی ہیں۔ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) کا قول ہے : اس میں کوئی حرج نہیں[1]۔ علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلیؒ الکوفی نزیل طرابلس (م ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ : ثقہ اور حسن الحدیث ہے[2]۔ علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں : "صدوق ہے ، اکثر خطا کرتا ہے اور اس کے حافظہ میں تغیر آ گیا تھا[3]"۔ حافظ ابنِ حجرؒ کا ایک اور قول ہے کہ "اس کی اسناد میں لچک ہوتی ہے[4]"۔ یعقوب بن سفیانؒ فرماتے ہیں : "ثقہ لیکن حافظہ کا خراب تھا[5]"۔ علامہ نورالدین ابی الحسن علی بن ابی بکر ابن سلیمان الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) فرماتے ہیں ، "ثقہ ہے لیکن اس پر کلام کیا گیا ہے[6]"۔ امام نسائیؒ وغیرہ نے اسے ثقہ بتایا ہے لیکن اس میں ضعف پایا جاتا ہے[7]۔ ایک مقام پر علامہ ہیثمیؒ نے اسے "حسن الحدیث" بھی قرار دیا ہے[8]۔ علامہ شیخ محمد ناصرالدین الألبانی فرماتے ہیں کہ "شریک میں ضعف موجود ہے[9]"۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں : "وہ حافظہ کے باعث ضعیف ہے[10]"۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں ، "اس کے حافظہ کی خرابی کے باعث اس کی تضعیف کی گئی ہے[11]"۔ ایک اور مقام پر علامہ موصوف فرماتے ہیں : "شریک سیئ الحفظ ہے۔ اگر اس کا حافظہ درست بھی مانا جاتا تو بھی اس کے اختلاط کی علت اس کی تضعیف کے لئے کافی ہے[12]"۔

---

[1] میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۲۷۰-۲۷۴ [2] معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۴۵۶-۴۵۳ [3] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۳۵۱ [4] التلخیص الحبیر لابنِ حجر بحوالہ تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۱۵-۱۱۱ [5] تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۲ [6] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی ج ۳ ص ۲۱ وج ۹ ص ۵۵ [7] ایضاً ج ۵ ص ۱۰ وج ۱۰ ص ۲۱۴-۳۷ [8] ایضاً ج ۹ ص ۱۲۳ طبع دارالکتب العربی [9] سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ وأثرہا السیئ فی الأمۃ للشیخ الألبانی ج ۱ ص ۲۲۳-۲۲۹ طبع المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ [10] ایضاً ج ۲ ص ۲۲-۹ [11] ایضاً ج ۲ ص ۱۱۲، ۲۱۳، ۳۴۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲ [12] سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۴ ص ۶۳۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک بن عبداللہ القاضیؒ کے تفصیلی ترجمہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں: فہارس مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للشیخ ابوہاجر محمد السعید بن بسیونی الزغلول[1]، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ[2] اور تاریخ بغداد للخطیب البغدادیؒ وغیرہ[3]۔

اسی طریق اسناد میں شریک بن عبداللہ القاضیؒ کا تابع اسماعیل بن موسیٰ الفزاریؒ الکوفی ہے جن کے متعلق مشہور ہے کہ "صدوق ہے لیکن خطا کیا کرتا تھا۔ اس پر رافضی ہونے کا اتہام بھی ہے"[4] ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ: "اس میں غلو فی التشیع کے باعث نکارت پائی جاتی ہے"[5] ابوحاتمؒ نے اسے "صدوق شیعی"[6] قرار دیا ہے اور امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ "اس میں کوئی حرج نہیں ہے" لیکن ابن ابی شیبہؒ بیان کرتے ہیں کہ "وہ فاسق، اسلاف کو گالیاں دیا کرتا تھا"[7]

اب امام ترمذیؒ کی روایت کردہ دوسری حدیث کی اسناد کی طرف توجہ فرمائیں تو آپ کو اس میں ایک راوی جعفر بن سلیمان الضبعیؒ نظر آئے گا جس کے متعلق امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں "صدوق زاہد تھا لیکن اس میں تشیع موجود تھا"[8] اسی طرح عجلیؒ فرماتے ہیں: "ثقہ تھا لیکن اس میں تشیع پایا جاتا ہے"[9] علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں "کہ وہ شیعہ بلکہ غالی شیعہ تھا"[10] علامہ دوریؒ کا قول ہے: "جعفر بن سلیمان کے سامنے اگر امیر معاویہؓ کا ذکر کیا جاتا تو وہ ان کو گالیاں دیتا تھا اور اگر حضرت علیؓ کا ذکر کیا جاتا تو رونے لگتا تھا"[11] علامہ ابی جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی المکیؒ (م ۳۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ "محمد بن مقدام العجلیؒ نے جعفر کی نسبت رفض کی طرف بیان کی ہے۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہؒ نے یحییٰ بن معینؒ کا قول نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید القطانؒ جعفر بن سلیمان سے روایت نہیں لیا کرتے تھے اور نہ اس کی کوئی حدیث لکھا کرتے تھے بلکہ اس کی تضعیف فرمایا کرتے تھے، اگرچہ وہ ہمارے نزدیک ثقہ ہے"[12]

---

[1] فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۳۰۳ طبع دار الکتب العلمیۃ: بیروت ۱۹۸۶ء [2] تہذیب التہذیب لابن حجرؒ ص ۳۳۳ [3] تاریخ بغداد للخطیب ج ۹ ص ۲۷۹ [4] کذا فی تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۷۵ وتحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۰ [5] تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۳۳۵ وکذا فی الخلاصۃ لابن حجر و میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۲۵۱-۲۵۲ وتحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۱۹۵ [6] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۱۹۱ [7] میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۲۵۱-۲۵۲ [8] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۱۳۱ وتحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۱۵۱، ۲۰۲ [9] معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۲۶۹ [10] تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۵-۳۲۶ [11] ایضاً ج ۴ ص ۳۲۵-۳۲۶ وکذا فی تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۹۵۔ [12] الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۱۸۸-۱۸۹ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۴ء وکذا فی میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۴۰۸-۴۰۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یحییٰ بن معین نے جعفر بن سلیمان کو "ثقہ" قرار دیا ہے۔[۱] علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ کا قول ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، امام بخاریؒ فرماتے تھے: "کان اُمیّا"، ابن سعدؒ کا قول ہے کہ ثقہ ہے لیکن اس میں ضعف اور تشیع ہے۔ احمد بن مقدامؒ کا قول ہے کہ ائمہ نے اس کی نسبت ... جانب بیان کی ہے۔ ابن حبانؒ نے اس کا ذکر اپنی ثقات میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ کس گروہ سے توشل ... ہے۔ سلیمان بن حربؒ فرماتے تھے کہ "اس کی حدیث نہیں لکھی جاتی"، حماد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ "لیکن اس کی حدیث لکھنے سے کسی نے منع نہیں کیا ہے"۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب "الضعفاء الصغیر" میں اس کے متعلق لکھا ہے، کہ اس کی بعض احادیث میں مخالفت پائی جاتی ہے"۔ علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں: "چونکہ اس میں تشیع موجود ہے اس لئے وہ حضرت علیؓ اور اہل بصرہ کے متعلق کثرت سے احادیث روایت کرتا ہے اور حضرت علیؓ کے متعلق روایت کرنے میں غلو بھی اختیار کر جاتا ہے"۔ علامہ ذہبیؒ نے اس کے ترجمہ میں مثال کے طور پر یہی حدیث "عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ" نقل فرمائی ہے۔[۲]

چونکہ امام ترمذیؒ کی روایت کردہ مذکورہ بالا دونوں احادیث کے جملہ رواۃِ اسناد پر کبار ائمہ جرح وتعدیل نے سوءِ حفظ، اختلاط، نسبت الی الرفض، تدلیس، غلو فی التشیع، لین الحدیث، نکارت، ضعف وغیرہ جیسے بڑے احکام لگائے ہیں۔ لہٰذا ان احکام کی روشنی میں یہ دونوں حدیثیں "ضعیف الاسناد" قرار پاتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

اب امام احمد بن حنبلؒ اور بزارؒ کی حدیث بطریق اجلح الکندی عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ بریدۃ پیشِ خدمت ہے۔ اس روایت میں جو الفاظ مروی ہیں وہ اس طرح ہیں:

"لَا تَقَعْ فِیْ عَلِیٍّ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّکُمْ بَعْدِیْ وَ اِنَّہٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّکُمْ بَعْدِیْ"[۳]

احمد بن حنبلؒ اور بزارؒ کی اس روایت کی اسناد میں بھی اجلح الکندی نامی ایک شیعہ راوی موجود ہے۔ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "اس کی اسناد میں اجلح الکندی (ابا حجیۃ) موجود ہے جس کی توثیق ابن معینؒ وغیرہ نے فرمائی ہے۔ لیکن ایک جماعت نے اس کی تضعیف کی ہے امام احمدؒ کی روایت کے بقیہ رجال رجال الصحیح ہیں۔ علامہ عبدالرحمان مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

۱۔ ایضاً ۲۔ میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۴۰۸-۴۱۱ ۳۔ مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۵۶ وکذا فی تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۲ ۴۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمیؒ ج ۹ ص ۱۲۸-۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس میں اجلح الکندی بھی شیعہ ہے، جیسا کہ میزان وغیرہ میں مذکور ہے[1]"

اجلح الکندی کے متعلق امام ابن حجر عسقلانی ؒ فرماتے ہیں: "صدوق لیکن شیعہ تھا[2]" علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی ؒ (م ۹۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ "جوزجانی ؒ نے اجلح کو مفتر قرار دیا ہے[3]" امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزی القرشی ؒ (م ۵۹۷ھ) نے اس کا ذکر اپنی کتاب "الموضوعات" میں کیا ہے[4] اور ایک حدیث کے متعلق فرمایا ہے کہ "اسے اجلح نے وضع کیا ہے" عجلی ؒ فرماتے ہیں کہ "ثقہ ہے۔ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: جائز الحدیث ہے لیکن قوی نہیں ہے[5]" عقیلی ؒ فرماتے ہیں: "ابوالولید نے یحییٰ بن سعید ؒ سے اجلح کے متعلق سوال کیا کہ وہ مجالد کے مقابلہ میں کیسا ہے تو یحییٰ بن سعید نے جواب دیا کہ اس کا حال مجالد سے بہت برا ہے۔ ایک مقام پر یحییٰ بن سعید القطان ؒ نے فرمایا: فِی نَفْسِی مِنْهُ شَیْءٌ[6]" علامہ محمد بن حبان بن احمد بن ابی حاتم التمیمی البستی ؒ (م ۳۵۴ھ) فرماتے ہیں کہ "اسے خود نہیں معلوم کہ وہ کیا بیان کرتا ہے۔ ابوسفیان کو ابوزبیر بنا دیتا ہے اور خود نام گھڑ لیا کرتا ہے[7]" علامہ برہان الدین حلبی ؒ (م ۸۴۱ھ) اور علامہ ذہبی ؒ فرماتے ہیں: "ابن معین ؒ اور احمد بن عبداللہ العجلی ؒ نے اس کی توثیق کی ہے۔ لیکن ابوحاتم ؒ نے کہا ہے کہ قوی نہیں ہے۔ نسائی ؒ کا قول ہے کہ ضعیف ہے اور اس کی رائے سوء ہے۔ قطان ؒ کا قول ہے: فِی نَفْسِی مِنْهُ شَیْءٌ۔ ابن عدی ؒ فرماتے ہیں: "شیعی لیکن صدوق ہے۔ جوزجانی کا قول ہے کہ مفتر ہے[8]"

علامہ ناصر الدین البانی ایک مقام پر فرماتے ہیں: "اجلح میں ضعف ہے[9]" دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وہ مختلف فیہ ہے[10]" ایک مقام پر اسے "حسن الحدیث" لکھتے ہیں[11]۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں تاریخ روایۃ الدوری[12]، ترتیب الثقات للہیثمی[13]، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ؒ[14]، الکامل فی الضعفاء لابن

---

۱ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۶ ۲ تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۴۹ ۳ تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ للکنانی ج ۱ ص ۲۵ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۱ھ ۴ کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۳۶۲ طبع دار السلفیۃ مدینۃ المنورۃ ۱۹۶۶ء ۵ معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۲۲۲ ۶ الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۱۲۲-۱۲۳ ۷ کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین لابن حبان ج ۱ ص ۱۷۵ طبع دار الباز مکۃ المکرمۃ ۸ کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث للحلبی ص ۵ طبع احیاء التراث الاسلامی بغداد ۱۴۰۴ھ و میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۷۸-۷۹ ۹ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۴ ص ۲۱۱ ۱۰ ایضاً ج ۴ ص ۲۴۷، ۲۹۶ ۱۱ ایضاً ج ۲ ص ۲۹۵ ۱۲ تاریخ روایۃ الدوری ترجمہ ۱۲۶۶ ۱۳ ترتیب الثقات للہیثمی ق ۳ ب ۱۴ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۳۴۲ ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدی[1]، تہذیب التہذیب لابن حجر[2]، تہذیب الکمال للخزرجی[3] اور التاریخ الکبیر للبخاری وغیرہ[4]

طبرانی میں حضرت بریدہؓ سے ہی مروی ایک اور طویل حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں :

”مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَنْتَقِصُونَ عَلِيًّا مَنْ تَنَقَّصَ عَلِيًّا فَقَدْ تَنَقَّصَنِي وَمَنْ فَارَقَ عَلِيًّا فَقَدْ فَارَقَنِي إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ خُلِقَ مِنْ طِينَتِي وَخُلِقْتُ مِنْ طِينَةِ إِبْرَاهِيمَ[5] الخ۔

اس روایت کی اسناد کے متعلق علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں، ”اس کی اسناد میں رواۃ کی ایک جماعت موجود ہے جنھیں میں نہیں جانتا۔ ان کے علاوہ اس میں حسین الاشقر بھی موجود ہے۔ جمہور علماء نے جس کی تضعیف کی ہے اگرچہ ابن حبانؒ سے اس کی توثیق منقول ہے[6]“

حسین الاشقر کے متعلق علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: ”صدوق ہے، وہم کا شکار تھا اور شیعیت میں غلو رکھتا تھا[7]“ علامہ ابن العراق الکنانی فرماتے ہیں: ”ابن عدیؒ نے اسے متہم گردانا ہے۔ اور کہا ہے کہ میرے نزدیک اس کی خبروں میں بلاء موجود ہے۔ ابو معمر الہذلیؒ نے اسے کذاب کہا ہے[8]“ دارقطنیؒ اور نسائیؒ فرماتے ہیں کہ ”قوی نہیں ہے[9]“ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں: ”منکر الحدیث ہے، اس پر کذب کا الزام بھی ہے لیکن ابن حبانؒ نے اسے ثقہ بتایا ہے[10]“ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں، ”بہت زیادہ ضعیف ہے۔ مگر ابن حبانؒ نے اس کی توثیق کی ہے[11]“ ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں: ”ابن حبانؒ نے اس کی توثیق کی ہے جبکہ جمہور سے اس کی تضعیف منقول ہے[12]“ علامہ برہان الدین حلبیؒ اور علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: ”بخاری کا قول ہے: فِيهِ نَظَرٌ۔ ابوزرعہؒ فرماتے ہیں کہ منکر الحدیث ہے، ابوحاتمؒ کا قول ہے کہ قوی نہیں ہے۔ جوزجانیؒ فرماتے ہیں: ”غالی اور اصحاب خیر کو گالیاں دینے والا ہے۔ ابن عدیؒ فرماتے ہیں: ”اس سے مناکیر مروی ہیں، ابو معمر الہذلیؒ نے اسے کذاب کہا ہے۔ نسائیؒ اور

---

[1] الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۱ ترجمہ ۱۵ [2] تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۱۸۹ [3] تہذیب الکمال للخزرجی ج ۲ ص ۱ [4] التاریخ الکبیر للبخاری ج ۲ ص ۶۶ [5] طبرانی فی الاوسط بحوالہ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۹ ص ۱۲۸ [6] ایضاً [7] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۱۷۵ [8] تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ للکنانی ج ۱ ص ۵۵ [9] الضعفاء والمتروکون للنسائی ترجمہ ۱۴۶، والضعفاء والمتروکون للدارقطنی ترجمہ ۱۹۵ [10] مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۱۸۹ [11] ایضاً ج ۱۰ ص ۳۳۶ [12] ایضاً ج ۹ ص ۱۰۹ و فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۲۶۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار قطنیؒ کہتے ہیں کہ قوی نہیں ہے جبکہ ابنِ حبانؒ نے اس کا ذکر اپنی ثقات میں کیا ہے[۱]۔"
علامہ محمد ناصر الدین الألبانی فرماتے ہیں: "غالی شیعہ ہے، امام بخاریؒ نے اس کی بہت زیادہ تضعیف کی ہے۔ اور "التاریخ الصغیر" میں لکھا ہے کہ اس سے مناکیر مروی ہیں[۲]۔"
مزید تفصیل کے لئے الجرح والتعدیل لابنِ ابی حاتمؒ[۳]، احوال الرجال للجوزجانیؒ[۴]، ترتیب الثقات لابنِ حبانؒ[۵]، التاریخ الکبیر للبخاریؒ[۶]، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ[۷]، الکامل فی الضعفاء لابنِ عدیؒ[۸] اور المجموع فی الضعفاء والمتروکون للسیروانؒ[۹] وغیرہ کی طرف مراجعت فرمائیں۔

طبرانیؒ کی ایک اور روایت[۱۰] میں قیس بن الربیع ابو اسحاق عن حبشی بن جنادہؓ کا تابع ہے۔
امام نسائیؒ نے قیس بن الربیع کو "متروک الحدیث[۱۱]" قرار دیا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ "وکیعؒ اس کی تضعیف کیا کرتے تھے[۱۲]" علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "شعبہؒ، سفیان الثوریؒ، اور طیالسیؒ نے قیس کو ثقہ بتایا ہے۔ لیکن امام احمدؒ و یحییٰ بن معینؒ وغیرہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے[۱۳]" ایک جگہ لکھتے ہیں: "اس پر کلام کیا گیا ہے[۱۴]" ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: "شعبہؒ اور ثوریؒ نے توثیق کی ہے لیکن اس میں ضعف ہے[۱۵]" علامہ ابنِ حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "صدوق تھا۔ مگر جب عمر بڑھی تو اس میں تغیر آگیا تھا[۱۶]" علامہ ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں: "شعبہؒ نے اسے حسن القول کہا ہے، وکیعؒ نے اس کی تضعیف کی ہے، ابنِ مبارکؒ "قبیح القول" بتاتے ہیں، یحیی القطانؒ نے اسے ترک کیا ہے، یحییٰ بن معینؒ نے اس کی تکذیب کی ہے۔ دارمیؒ فرماتے ہیں کہ: "میں نے یحییٰ بن معینؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک دوسرے قول میں، کسی چیز کے مساوی نہیں ہے، کہنا بھی منقول ہے۔ ابو حاتمؒ فرماتے

---

۱ میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۵۳۱-۵۳۲ و کشف الحثیث للحلبی ص ۱۴۸-۱۴۹ ۲ سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة للألبانی ج ۱ ص ۳۶۰-۳۶۱ ۳ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۴۹-۵۰ ۴ احوال الرجال للجوزجانی ق ۸۰ ۵ ترتیب الثقات لابن حبان ج ۱ ق ۹۲ ۶ التاریخ الکبیر للبخاری ج ۱ ق ۲ ص ۳۸۵ ۷ الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۲۴۹-۲۵۰ ۸ الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۲ ص ۱۱ ۹ المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۸۶ ۱۰ طبرانی حدیث نمبر ۳۵۱۳ ۱۱ الضعفاء والمتروکون للنسائی ترجمہ ۴۹۹ ۱۲ الضعفاء الصغیر للبخاری، ترجمہ ۳۰۱ ۱۳ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۱۵۰ و ج ۲ ص ۲۹ ۱۴ ایضاً ج ۴ ص ۱۱۲، ۲۰ و ج ۹ ص ۱۷ و ج ۱ ص ۹۵ ۱۵ ایضاً ج ۴ ص ۲۸۳-۱۱، ج ۵ ص ۱۴۲-۱۴۶، ج ۹ ص ۱۳۲ ۱۶ تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۱۲۸۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ جب وہ جوان تھا اُس وقت اس کی رائے صادق اور مامون تھی لیکن جب اس کی عمر بڑھی تو اُس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا[1]" علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: "فی نفسہ صدوق ہے لیکن اُس کا حافظہ خراب تھا۔ ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ اس کا محل صدق ہے لیکن قوی نہیں ہے۔ یحییٰؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ایک مرتبہ کہا کہ اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ اس کے متعلق مذکور ہے کہ وہ شیعہ تھا۔ کثرت سے خطاء کرتا تھا اور اُس سے احادیثِ منکرہ مروی ہیں۔ وکیعؒ، علی المدینیؒ اور دارقطنیؒ نے اس کی تضعیف کی ہے اور نسائیؒ نے متروک قرار دیا ہے[2]"

مزید تفصیل کے لئے تاریخ یحییٰ بن معینؒ[3]، الطبقات الکبریٰ[4]، التاریخ الکبیر للبخاریؒ[5]، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ[6]، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ[7]، الکامل فی الضعفاء لابنِ عدیؒ[8]، تہذیب التہذیب لابنِ حجر عسقلانیؒ[9]، المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان[10]، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوریؒ[11]، فہارس مجمع الزوائد للزغلول[12] اور سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للشیخ الألبانیؒ[13] وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک اور طویل روایت جو ابو رافع سے بطریق ابو احمد بن عدی حدثنا اسحٰق بن ابراہیم بن یونس حدثنا عیسٰی بن مہران حدثنا مخول حدثنا عبدالرحمٰن بن الاسود عن محمد بن عبیداللہ ابن ابی رافع عن ابیہ عن جدہ ابی رافع مروی ہے۔ اس میں مذکور ہے کہ ابو رافعؓ نے اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ کے ساتھ دیکھا.... جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: "یَا مُحَمَّدُ هٰذِهِ الْمُوَاسَاةُ؟" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: "أَنَا مِنْهُ وَهُوَ مِنِّي[14]"

علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث صحیح نہیں ہے[15]" اس روایت کی اسناد میں عیسٰی بن مہران موجود ہے جس کے متعلق علامہ ابن الجوزیؒ اور علامہ ابن عراق الکنانیؒ

ا۔ کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۲ ص ۲۱۶-۲۱۹ ۲۔ میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۳ ص ۲۹۶ ۳۔ تاریخ یحییٰ بن معینؒ ج ۲ ص ۴۹ ۴۔ الطبقات الکبریٰ ج ۶ ص ۲۶۲ ۵۔ التاریخ الکبیر للبخاری ج ۴ ق ۱ ص ۱۵۶ ۶۔ الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج ۳ ص ۴۲۹-۴۳۰ ۷۔ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۷ ص ۹ ۸۔ الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ ج ۶ ترجمہ ۲۰۶۳۔ ۹۔ تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۸ ص ۳۹۱ ۱۰۔ المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۱۹۵ ۱۱۔ تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۵ ۱۲۔ فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۳۷۲-۳۷۳ ۱۳۔ سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱ ص ۲۹۸-۳۰۰ و ج ۲ ص ۹۲-۲۴۶-۳۷۲ ۱۴۔ کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۳۸۱-۳۸۲ ۱۵۔ ایضاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں کہ "رافضی کذاب تھا۔ ابنِ عدیؒ فرماتے ہیں کہ وہ موضوعات بیان کرتا تھا[۱]" علامہ ذہبیؒ بھی فرماتے ہیں کہ "کذاب تھا، ابنِ عدیؒ کا قول ہے کہ موضوع احادیث بیان کرتا تھا اور رفض میں محترق تھا۔ اس سے اَنَا مِنْہُ وَھُوَ مِنِّیْ والی حدیث مروی ہے۔ ابو حاتمؒ کا قول ہے کہ کذاب تھا۔ دارقطنیؒ فرماتے ہیں: "برا آدمی تھا[۲]" خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ رافضی شیاطین میں سے ایک شیطان تھا[۳]" امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں: "برا آدمی تھا، اس کا مذہب بھی برا تھا وہ ابنِ جریر الطبریؒ سے روایت کرتا تھا[۴]" مزید تفصیل کے لیے الکامل فی الضعفاء لابنِ عدیؒ[۵] تاریخ بغداد للخطیب بغدادیؒ[۶]، الجرح والتعدیل لابنِ ابی حاتمؒ[۷] لسان المیزان لابن حجر عسقلانیؒ[۸] اور المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروانؒ[۹] وغیرہ کی طرف مراجعت فرمائیں۔

اِس حدیث کو ایک متعصب شیعہ عالم محمد بن حمید الرازی المعروف بہ شیخ عبدالحسین الموسوی نے اپنی کتاب "المراجعات" میں اس طرح بیان کیا ہے:

"قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عَرَفَاتٍ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ: عَلِیٌّ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ، وَلَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ[۹]"

پھر اس کی تخریج کرتے ہوئے حاشیہ پر اس طرح لکھا ہے:

"اس کی تخریج ابنِ ماجہؒ نے اپنی سنن کے باب فضائل الصحابۃ ج ۱ ص ۹۲ میں اور ترمذیؒ و نسائیؒ نے اپنی اپنی صحیح میں کی ہے۔ یہ حدیث (۲۵۳۱) کنز ج ۶ ص ۱۵۳ پر بھی درج ہے۔ امام احمدؒ نے اپنی مسند ج ۴ ص ۱۶۴ میں حبشی بن جنادہؓ کی حدیث کی تخریج متعدد طرق کے ساتھ کی ہے اور اس کے وہ تمام طرق صحیح ہیں۔ یہاں واضح رہے کہ یہ روایت یحییٰ بن آدم عن اسرائیل بن یونس عن جدہ ابی اسحٰق السبیعی عن حبشی بن جنادہ سے مروی ہے۔ اور یہ تمام رواۃ شیخین کے نزدیک حجت ہیں۔ جو شخص اس حدیث کے لئے مسند احمد کی طرف رجوع کرے گا وہ جان لے گا کہ اس کا صدور حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا تھا[۱۰]"

۱؎ تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ للکنانی ج ۱ ص ۹۹ ۲؎ میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۲۲۴-۲۲۵ ۳؎ الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ترجمہ ۲۱۱ ۴؎ الکامل فی الضعفاء لابنِ عدی ج ۵ ترجمہ ۱۸۹۹ ۵؎ تاریخ بغداد للخطیب بغدادی ج ۱۱ ص ۱۶۶ ۶؎ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۳ ص ۲۹۰ ۷؎ لسان المیزان لابن حجر ج ۲ ص ۸۰ ۸؎ المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۳۵۰ ۹؎ کتاب المراجعات للرازی ص ۱۶۳ ۱۰؎ ایضاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاشیہ نگار کی اس عبارت پر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی نے ایک طویل تعقب لکھا ہے جس کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

۱۔ اس حدیث میں قول: "یوم عرفات" کی کوئی اصل نہیں ہے، یہ محض افترا ہے۔

۲۔ قول: "فی حجۃ الوداع" کی یہ زیادتی سوائے ابن عساکر کے طریق واہیہ کے اور کسی طریق میں وارد نہیں ہے۔ پس اگر اس اضافہ کے ساتھ حدیث کو ابنِ عساکرؒ کے علاوہ دُوسروں کے نزدیک بھی درست مانا جائے تو یہ ان سب پر افترا ہوگا۔

۳۔ قول: "جو شخص اس حدیث کے لئے مسند احمد کی طرف رجوع ۔۔۔۔ الخ" میں بھی تضلیل کشوف ہے۔ کیونکہ مسند میں حبشی کے متعلق ابو اسحٰقؒ کے علاوہ اور کسی سے منقول نہیں ہے کہ "وہ حجۃ الوداع میں موجود تھے" لیکن ہر صاحبِ علم و بصیرت اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ یہ جملہ تصریحاً تا تلمیحاً کسی طرح بھی نہیں بتاتا کہ حبشی بن جنادہ نے یہ حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع کے موقع پر سنی تھی۔

۴۔ "قول: اور ترمذیؒ و نسائیؒ نے اپنی اپنی صحیح میں ۔۔۔ الخ" بھی گمراہی ہے۔ کیونکہ امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ کی کتب "سنن" کے نام سے معروف ہیں نہ کہ "صحیح" کے نام سے۔ اور یہ صحیح ہو بھی کس طرح سکتی ہیں جب کہ ان میں ضعیف احادیث تک موجود ہیں جن کی تصریح خود مؤلف نے بھی کی ہے۔ نیز یہ کہ نسائیؒ نے اس حدیث کی تخریج اپنی "سنن" میں نہیں بلکہ ایک الگ کتاب "خصائصِ علیؓ"[1] میں کی ہے۔

۵۔ "قول: ۔۔۔ متعدد طرق کے ساتھ کی ہے" یہ بھی کذب ہے کیونکہ نہ مسند میں اور نہ ہی کسی اور کتاب میں اس کا کوئی دوسرا طریق مروی ہے۔ صرف ایک طریق جو ہر جگہ ملتا ہے وہ ابی اسحٰق السبیعی عن حبشی بن جنادۃ والا ہے۔ ابو اسحٰقؒ کے بعد روایت کرنے والوں کی تعداد یا ان کے طرق جدا ہونے پر یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اس حدیث کی تخریج متعدد طرق سے کی ہے۔

---

[1] "خصائصِ علیؓ" امام نسائیؒ کی وہ کتاب ہے جس کے متعلق شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اس کتاب میں ضعیف بلکہ موضوع روایات تک شامل ہیں کیونکہ اس کی تالیف کی غرض محض روایات کو جمع کرنا تھا نہ کہ ان پر نقد کرنا" (ملاحظہ فرمائیں "منہاج السنۃ النبویۃ لابن تیمیہؒ ج ۴ صفحہ ۱۱۹-۱۹۲ طبع بولاق ۱۳۲۲ھ والتعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی للفوجیانی صفحہ ۲ طبع المکتبۃ السلفیۃ لاہور۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ "قول: اور اس کے وہ تمام طرق صحیح ہیں" ۔ یہ بھی کذب بیانی ہے کیونکہ جب صرف ایک طریق کے علاوہ کوئی دوسرا طریق موجود ہی نہیں ہے تو ان مفروضہ طرق کی صحت کا دعوے کس طرح اور کیوں کر درست ہو سکتا ہے" [۱]

اختتام پر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اس شیعہ عالم نے بہت سی اکاذیب کو اپنی اس کتاب میں درج کیا ہے۔ مصنف کا علم سے بے بہرہ ہونا، احادیثِ ضعیفہ و موضوعہ سے احتجاج کرنا صحابہ کرامؓ و ائمہ حدیث اور اہلسنت پر زبانِ طعن دراز کرنا اس کتاب کے ایسے امور ہیں کہ مصنف اور اس کی کتاب میں موجود جملہ اکاذیب و خرافات کا ابطال و رد کرنا ضروری ہے۔ الخ" [۲]

اب اس سلسلہ کی سب سے قوی اور مستند روایت پیشِ خدمت ہے۔ اس روایت کو امام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ نے اپنی "صحیح" کی کتاب "فضائل الصحابہؓ" کے باب "مناقب علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی ابی الحسنؓ" اور کتاب "المغازی" کے باب "عمرۃ القضاء" کی ایک طویل حدیث میں بطریق عبیداللہ بن موسیٰ عن اسرائیل عن ابی اسحٰق عن البراء رضی اللہ عنہ اس طرح لائے ہیں:

"قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ: أَنْتَ مِنِّیْ وَأَنَا مِنْکَ" [۳]

اس روایت کی اسناد میں بھی ابو اسحٰق السبیعی موجود ہے۔ جس پر ائمہ جرح و تعدیل اور کبار محدثین کی نقد و جرح اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ لیکن یہاں اس راوی کی موجودگی قطعی مضر نہیں ہے، کیونکہ بقول امام المحدثین علامہ ابنِ حجر عسقلانیؒ، عمرو بن عبداللہ ابو اسحٰق السبیعی اختلاط کا شکار ہونے سے قبل اثبات کے علماء میں شمار ہوتا تھا۔ اور امام بخاریؒ نے اس کی کوئی ایسی حدیث نہیں لی ہے جسے اس نے قدماء مثلاً ثوریؒ اور شعبہؒ وغیرہ سے بیان نہ کر کے متاخرین مثلاً ابنِ عیینہؒ وغیرہ سے روایت کیا ہو، چنانچہ امام بخاریؒ کے ساتھ محدثین کی بڑی جماعت نے بھی عمرو بن عبداللہ سے (قبل از اختلاط) احتجاج کیا ہے" [۴]

[۱] سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۴ صفحہ ۳۴۴، ۳۴۶ [۲] ایضاً [۳] صحیح البخاری مع فتح الباری لابن حجر ج ۷، صفحہ ۷۰ باب ۹ و ج، صفحہ ۴۹۹ باب ۴۳ طبع دار المعرفۃ بیروت [۴] ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری لابن حجر ص ۴۳۱ طبع دار المعرفۃ بیروت۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کا مطلب و مفہوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد محض حضرت علیؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے باعث نہیں بلکہ نسب و صہر اور مسابقت اور محبت وغیرہ کی وجہ سے ہے۔ اگر محض قرابت کی وجہ سے سمجھا جائے تو اس میں حضرت جعفرؓ بھی شریک ہوں گے۔ پس معلوم ہوا کہ اس قول نبویؐ کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت میں آنجنابؓ کا مبالغہ کی حد تک اتحاد و اتفاق ہونا۔ نیز حدیث کے اس معنی و مفہوم کی تائید میں بعض اور احادیث بھی مروی ہیں، مثلاً ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ عَلِيًّا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ"[1]

"بیشک حضرت علیؓ اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت رکھتے ہیں، اللہ اور اُس کا رسول بھی اُن سے محبت رکھتا ہے"

محبت کی اس مطلق صفت میں تمام مسلمان حضرت علیؓ کے ساتھ مشترک ہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو تلمیحاً بیان کیا گیا ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ[2]

"آپؐ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا"

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری محسوس ہوتی ہے کہ بعض لوگ اپنے اس موقف کی تائید میں ایک حدیث بھی پیش کرتے ہیں جو اس طرح ہے:

"أَنَا مِنَ اللهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّي"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں اللہ تعالیٰ سے ہوں اور مومنینؓ مجھ سے ہیں"

لیکن یہ حدیث بھی موضوع ہے، علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "کہ یہ کذب مختلق ہے" زرکشیؒ کہتے ہیں: "یہ حدیث معلوم نہیں" امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث موضوع ہے" بعض حفاظ حدیث بیان کرتے ہیں کہ "ان الفاظ کے ساتھ اس کا مرفوعاً مروی ہونا معروف نہیں ہے" لیکن اسمٰعیل بن محمد العجلونی الجراحیؒ (م ۱۱۶۲ھ) اور شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن

---

[1] مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۵ [2] سورۃ آل عمران آیت ۳۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السخاویؒ (م ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ "مگر کتاب و سنت سے فی الواقع ایسا ہونا ثابت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ اور سنت سے اشعریین، حضرت علیؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے لئے صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ، أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ اور هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ ثابت ہے۔" أَنَا مِنَ اللهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنِّي فَمَنْ آذَى مُؤْمِنًا فَقَدْ آذَانِي" والی حدیث دیلمیؒ نے عبداللہ بن جراد سے مرفوعاً بلا اسناد روایت کی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے "تمییز الطیب من الخبیث فیما یدور علی ألسنة الناس من الحدیث" از عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن عمر الشیبانی الشافعی الأثریؒ (م ۹۴۴ھ) المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة للسخاویؒ[2]، کشف الخفاء ومزیل الألباس عما اشتهر من الأحادیث علی ألسنة الناس للعجلونیؒ[3] اور الموضوعات الکبیر لملا علی القاریؒ[4] وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

الغرض حدیث زیر بحث میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر مکمل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی صفت سے متصف ہیں۔ اور اسی لئے اُن کی محبت کو ایمان کی علامت اور اُن سے بغض کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے جیسا کہ اس حدیث نبویؐ میں مروی ہے: "لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ"[5]
اس امر کے لئے اُم سلمہؓ کی وہ حدیث بھی شاہد و مؤید ہے جس کی تخریج امام احمدؒ نے فرمائی ہے۔ یہ ہے حدیث زیر بحث کا صحیح مطلب و مفہوم و شرح۔ مشہور شارحین حدیث میں سے امام ابن حجر عسقلانیؒ[6]، امام نوویؒ اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہم اللہ نے اپنی وقیع شروح احادیث میں اس حدیث کا یہی مطلب و مفہوم بیان فرمایا ہے[7]۔

(جاری ہے)

---

[1] تمیز الطیب للشیبانی ص۱۸۴ طبع دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء [2] المقاصد الحسنة للسخاوی ص۹۵ طبع دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء [3] کشف الخفاء للعجلونی ج ۱ ص۲۳۶ طبع مؤسسة الرسالة بیروت ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء [4] الموضوعات الکبیر از ملا علی قاریؒ مترجم ص۱۳۶ طبع محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل روڈ کراچی [5] جامع ترمذی مع تحفة الأحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص۳۲۶، ۳۲۲ وسنن ابن ماجہ مقدمة باب ۱۱ و مسند احمد ج ۱ ص۸۴، ۹۵، ۱۲۸ ج ۵ ص۳۵۰، ۳۵۹، ۳۶۶، ج ۶ ص۲۹۲ [6] فتح الباری لابن حجرؒ ج ۷ ص۷۴، ۵۰۰ وتحفة الأحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص۳۲۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ المشاہیر

عبد الرشید عراقی

امام ابو محمد عبد اللہ دارمیؒ اور اُن کی علمی خدمات

امام ابو محمد عبد اللہ کا شمار ممتاز محدثین کرام میں ہوتا ہے۔ قدرت نے ان کو غیر معمولی حفظ و ضبط کا ملکہ عطا کیا تھا۔ اربابِ سیر اور ائمۂ حق نے اُن کی جلالت، قدر اور عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ امام ابو بکر خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

"امام دارمیؒ ان علمائے اعلام اور حفاظ حدیث میں سے ایک تھے جو احادیث کے حفظ و جمع کے لئے مشہور تھے۔[1]"

امام دارمیؒ کی ثقاہت و عدالت کے بھی علمائے فن اور اربابِ کمال معترف ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) نے تہذیب التہذیب میں امام ابو حاتم رازیؒ (م ۲۷۷ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "دارمیؒ سب سے زیادہ ثقہ و ثابت تھے۔"[2]

امام دارمیؒ احادیث کی معرفت و تمیز میں بھی بہت مشہور تھے۔ روایت کی طرح درایت میں بھی اُن کا مقام بہت بلند تھا۔ روایت اور درایت میں اُن کی واقفیت غیر معمولی اور نظر بڑی وسیع اور گہری تھی۔[3]

امام دارمیؒ صرف جلیل القدر محدث ہی نہ تھے۔ بلکہ دوسرے علومِ اسلامی میں بھی انھیں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ فقہ و تفسیر میں بھی یگانہ تھے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ:

"امام ابو محمد عبد اللہ دارمیؒ باکمال مفسر اور عظیم فقیہ تھے۔ ان فنون میں ان کی تصنیفات

---

[1] ابو بکر خطیب بغدادی، تاریخِ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹۔ [2] ابنِ حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۶
[3] شمس الدین ذہبی، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۱۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملتی ہیں۔ اور فقہ میں اُن کے مجتہدانہ کمالات کا ثبوت ان کی سنن سے ملتا ہے[1]۔
حکمت و دانائی اور عقل و فراست سے بھی خاص طور پر بہرہ ور تھے۔ خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

"وَكَانَ عَلٰى غَايَةِ الْعَقْلِ وَنِهَايَةِ الْفَضْلِ[2] یعنی وہ نہایت عاقل و فاضل شخص تھے۔"

علامہ شمس الدین ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ:

"دارمیؒ اپنی متانت اور دانشمندی کے لیے مشہور تھے[3]۔"

امام دارمیؒ جہاں ایک بلند پایہ محدث، مفسر، فقیہ، صاحب عقل و دانش و صاحب بصیرت و فراست تھے۔ وہاں آپ بہت بڑے عابد، زاہد اور مرتاض بھی تھے۔ ہمہ تن عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ورع اور تقویٰ کے اعتبار سے بہت بلند تھے۔ اربابِ سیر نے اس کا اعتراف بھی کیا ہے[4]۔

امام دارمیؒ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ حدیث و سنّت کی مدافعت ہے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی توحید و سنّت کی اشاعت اور اُس کی حمایت و مدافعت میں بسر کر دی۔ آپ نے مخالفینِ حدیث کا مقابلہ کرکے اُن کا زور توڑ دیا۔ اور احادیث کے متعلق شکوک و شبہات و اعتراضات کا جواب اور کذب و دروغ کی آمیزشوں سے ان کو پاک کرکے عوام و خواص سب کے دلوں میں ان کی عظمت و اہمیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بٹھا دی۔ اس طرح مختلف طریقوں سے انھوں نے علمِ حدیث و آثار کو فروغ بخشا۔ حافظ ابو الحجاج مزی (م ۷۴۲ھ) لکھتے ہیں کہ

"امام دارمیؒ نے اپنے وطن سمرقند میں حدیث و سنّت کا بول بالا کرکے لوگوں کو اس کی جانب مائل اور مخالفینِ حدیث کا قلع قمع کر دیا تھا[5]۔"

امام دارمیؒ کے فقہی مسلک کی تصریح کتابوں میں موجود نہیں لیکن ان کی سنن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عام محدثین کرام کی طرح وہ کسی ایک امام کے مسلک سے وابستہ نہ تھے۔ بلکہ اپنے اجتہاد و تفقہ کے مطابق حدیث و قرآن کی پیروی کرتے تھے[6]۔

---

[1] ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۵۔ [2] ابوبکر خطیب بغدادی تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹۔
[3] شمس الدین ذہبیؒ۔ تذکرۃ الحفاظ۔ ج ۲ ص ۱۱۶ [4] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹۔
[5] ابو الحجاج مزی، تہذیب الکمال ص ۲۰۴ [6] ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین ج ۱ ص ۱۹۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی خدمات

امام ابو محمد عبداللہ دارمیؒ نے کئی ایک علمی و تحقیقی کتابیں لکھیں۔ ایک ان کی کتاب "کتاب التفسیر" ہے۔ اور ایک دوسری تصنیف "کتاب الجامع" ہے۔ جس کے بارے میں ارباب سیر لکھتے ہیں کہ یہ فقہ و احکام سے متعلق تھی۔[1] فرقہ جہمیہ کی تردید میں بھی آپ کی کئی ایک کتابیں تھیں۔[2] علامہ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے آپ کی کئی ایک تصانیف کا ذکر کیا ہے۔[3]

سنن دارمی

سنن دارمی امام دارمیؒ کی سب سے مشہور اور معروف کتاب ہے۔ صحاح ستہ کے بعد حدیث کی جو کتابیں سب سے زیادہ اہم اور مستند سمجھی جاتی ہیں۔ ان میں سنن دارمی کا بھی شمار ہوتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں:

"کتاب او از احسن کتب حدیث است۔"[4]

اس کی اہمیت کی بنا پر محدثین کرام نے اس کی حدیثوں کو قابل احتجاج اور لائق استدلال خیال کیا ہے۔ سنن دارمی کی احادیث مشکوٰۃ المصابیح میں آتی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) نے سنن دارمی کو حدیث کے تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔[5]

سنن دارمی گوناگوں خصوصیات کی حامل ہے۔ اس کی سندیں نہایت عالی اور بلند پایہ ہیں۔[6] یہ اگرچہ حدیث کی کتاب ہے لیکن اس میں فقہی مسائل و مباحث اور ان کے متعلق فقہاء کے اختلافات و دلائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ صحابہؓ و تابعینؒ کے آثار و فتاویٰ بھی درج کئے گئے ہیں۔

سنن دارمی ۲۵ فصول اور ۱۴۰۸ ابواب پر مشتمل ہے۔[7]

۱۲۸۶ھ میں حضرت محی السنۃ والا جاہ امیر الملک مولانا سید نواب صدیق حسن خانؒ قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ تو آپ کو وہاں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کے ذخیرۂ کتب میں سنن دارمی کا ایک نسخہ دستیاب ہوا۔

---

[1] ابن القیم۔ اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۶۳ [2] احمد حسن دہلوی، حاشیہ تنقیح الرواۃ ص ۶ [3] سیوطی تدریب الراوی ص ۵۷ [4] شاہ عبدالحق دہلوی، اکمال شرح مشکوٰۃ ص ۱۲ [5] شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۲۱ [6] ولی الدین خطیب تبریزی، مقدمہ مشکوٰۃ ص ۱۵ [7] ضیاء الدین اصلاحی۔ تذکرۃ المحدثین ج ۱ ص ۱۹۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت نواب صاحب مرحوم و مغفور نے یہ نسخہ نقل کر لیا۔ یہی نسخہ ۱۲۹۳ھ میں مولینا عبدالرشید بن محمد شاہ کشمیری مرحوم نے دو اور نسخوں کی مدد سے تصحیح و مقابلہ کے بعد اور اس پر مختصر حواشی تحریر کر کے مطبع نظامی "کان پور" سے شائع کیا۔ مولانا عبدالرشید صاحب نے حواشی میں دوسرے نسخوں سے اس کا فرق بھی ظاہر کیا ہے۔ مشکل الفاظ، اعراب، اسماء الرجال اور بلاد و اماکن کی مختصر وضاحت بھی کی ہے۔ شروع میں ایک علمی و تحقیقی اور جامع "مقدمہ" بھی تحریر کیا ہے جس میں سنت و حدیث کی اہمیت، محدثین کی عظمت، کتب حدیث کی اقسام اور امام دارمیؒ کے حالات و سوانح اور سنن دارمی کی عظمت و اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔[1]

امام دارمیؒ ۱۸۱ھ میں خراسان کے شہر سمرقند میں پیدا ہوئے۔ عبداللہ نام، کنیت ابو محمد تھی۔ قبیلہ تمیم کی ایک شاخ دارم سے نسبی تعلق تھا۔ اس کی نسبت سے دارمی کہلائے۔[2]

امام دارمیؒ نے جن نامور علمائے کرام و محدثین عظام سے استفادہ کیا خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) نے اس کا تفصیل سے تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے۔[3]

امام دارمیؒ کے تلامذہ کی فہرست بھی طویل ہے۔ بڑے بڑے نامور محدثین کرام اور ائمہ فن اُن کے شاگرد تھے۔ امام ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) کے علاوہ دوسرے تمام ائمہ صحاح ستہ یعنی امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) امام مسلمؒ بن حجاج (م ۲۶۱ھ) امام ابوداؤد سجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) امام ابو عیسٰی ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) اور امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائیؒ (م ۳۰۳ھ) کو ان سے تلمذ کا شرف حاصل ہے۔ امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ نے اپنی کتابوں میں اُن کے مرویات بھی درج کئے ہیں۔[4]

امام دارمیؒ نے ۷۵ سال کی عمر میں سمرقند میں ۸ ذی الحجہ ۲۵۵ھ کو انتقال کیا۔ اور سمرقند میں ہی دفن ہوئے۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) نے جب آپ کے انتقال کی خبر سُنی تو فرطِ غم سے سر جھکا کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

---

[1] ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین ج۱ ص ۱۹۹ [2] ابن حجر عسقلانیؒ۔ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۴ [3] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۹ [4] ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۹۲۔ ابن العماد الحنبلی، شذرات الذہب ج ۲ ص ۱۳۰۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین ص ۴۲۔

www.KitaboSunnat.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر غلام نبی عارف صاحب:

تبصرۂ کتب

نام کتاب : مضامینِ مجیب (حصہ اوّل)
مصنف : ڈاکٹر مجیب الرحمٰن ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی
صفحات : ۱۶۸ صفحات (چھوٹا سائز)
قیمت : ۵ روپے
ٹائیٹل : سادہ
ناشر : انصار السنۃ ۲۲۔ بولائی دت اسٹریٹ کلکتہ ۷۰۰۰۰۳، بھارت۔

ڈاکٹر محمد مجیب الرحمٰن صاحب مختلف زبانوں میں ترجمہ و تصنیف کردہ کافی کتابوں کے مترجم و مصنف اور مؤلف بھی ہیں۔ آپ راج شاہی یونیورسٹی بنگلہ دیش کے مشہور اور معروف پروفیسر اور ایک ادبی، علمی و دینی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ برصغیر کے جید عالم دین اور پروفیسر مولانا عبدالغنی مرحوم کے وہ فرزند ارجمند اور ممتاز سلفی عالم، مفسر قرآن و بزرگ مولانا محمد صاحب جونا گڑھی کے داماد ہیں۔ اس لحاظ سے جونا گڑھ و بمبئی کے بزم محمدی کے ساتھ بھی ان کے مراسم و تعلقات گہرے ہیں۔ اکثر و بیشتر وہ نئی دہلی اور پاکستان، ہندوستان کے دوسرے بڑے بڑے شہروں میں منعقدہ بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کے لیے تشریف لایا کرتے ہیں اور انہیں تقریبات میں ہم جیسے احباب و متعلقین کے ساتھ ان کی اکثر و بیشتر ملاقات ہو جایا کرتی ہے۔ چنانچہ ان عالمی سیمنار اور کانفرنسوں کو اکثر علمی و تحقیقی محفلوں کے علاوہ بچھڑے ہوئے دوستوں کے لیے دوبارہ ملنے کی جگہوں سے تعبیر کیا جائے تو میرے خیال میں یہ قطعاً بیجا نہ ہوگا۔ آپ کے زیرِ نگرانی بہت سے علم دوست حضرات تحریک اہل حدیث نیز ان کے تراجم و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمات کے موضوع پر تحقیقی مقالہ تحریر کر رہے ہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کی غرض سے جب یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا تو لامحالہ تحریکِ اہلحدیث کے موضوع پر ایک عظیم قابلِ قدر علمی خدمت ہو گا۔ اس سلسلے میں یہ سب قارئینِ کرام کی نیک دعاؤں کے طلب گار ہیں۔

پروفیسر صاحب موصوف بنگلہ زبان کی بیشتر دینی، علمی اور کتابوں کے مصنف ہیں اور بنگالی نژاد ہونے کے باوجود اردو کے کہنہ مشق ادیب اور منجھے ہوئے انشا پرداز قلمکار ہیں۔ ان کی بیش قیمت نگارشات وقتاً فوقتاً ہند و پاک کے رسائل و جرائد میں شائع ہوتی ہیں اور علمائے معاصرین سے خراجِ تحسین بھی حاصل کر چکی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب انہی علمی و تحقیقی اردو مضامین کا حصہ اول ہے۔ جسے یک جا کر کے بڑی کاوش سے محمد یوسف صدیق و عبید الرحمٰن نے شائع فرمایا۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ اب تک جو قیمتی مضامین و مواد مختلف جرائد و رسائل کے صفحات پر منتشر پڑے ہوئے تھے۔ وہ کتابی شکل میں ایک جگہ جمع ہو گئے اور قارئین کرام کو استفادہ کا موقع مل گیا۔ دوسرا یہ کہ مخصوص ماہنامے و ہفت روزوں کے دائرۂ اشاعت سے نکل کر تمام حلقوں میں پہنچنے کے باعث اشاعت میں وسعت و ہمہ گیری پیدا ہو گئی۔ اس طرح سے مختلف مضامین کا یہ مجموعہ اب کتابی شکل میں یکجا ہونے کی بنا پر گویا علم و فضل کا گنجینہ اور تحقیق و آگہی کا خزینہ بن چکا ہے جسے پڑھ کر روح کی تسکین اور تازگی پیدا ہوتی ہے۔ کتاب مذکور کا سب سے دلچسپ حصہ اس کا مقدمہ ہے جس میں مصنف کے حالاتِ زندگی درج ہیں۔ ڈاکٹر موصوف نامساعد حالات میں اپنی دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کرتے ہوئے دھیرے دھیرے ترقیوں کی شاہراہ پر گامزن ہوئے۔ وہ (یعنی منزل کو پالینا) اپنی جگہ پر ایک زندہ تاریخ ہے جو دوسروں کے لیے باعثِ عبرت بھی ہے اور سبق آموز نصیحت بھی۔ اس سے کتاب کے حسن و خوبی میں چار چاند لگ گئے۔ اس مقدمہ کے علاوہ کتاب کے اکثر مضامین بلند پایہ، علمی، معلوماتی اور فکر انگیز ہیں جن سے ڈاکٹر موصوف کی عالمانہ وجاہت، تاریخ دانی، سیرت نگاری اور شریعتِ اسلام سے ان کی والہانہ و بے پناہ محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے دینی و علمی حلقوں میں آپ جانی پہچانی شخصیتوں میں شمار ہونے لگے۔ موصوف کا سب سے بڑا کارنامہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ نصف صدی قبل ان کے خسر محترم حضرت مولانا محمد صاحب جوناگڑھی نے جس مقبول ترین تفسیر ابن کثیر کو اردو میں منتقل کیا تھا۔ اسی طرح اب اُن کے داماد ڈاکٹر موصوف نے اُسے بنگلہ کا جامہ پہنا دیا۔ اس طرح سے مختلف ممالک کے رہنے والوں کے لیے عربی تفسیر ابن کثیر کو اپنی مادری زبانوں میں اچھی طرح سمجھنے، پڑھنے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کا زریں موقع مل گیا۔ اس کی زبان میں ماشاء اللہ اس قدر سلاست و روانی ہے کہ قارئین کرام یہ عموماً محسوس نہیں کر پاتے کہ عربی سے بنگلہ زبان میں اُس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر مجیب الرحمٰن نے جو تحقیقی مقالہ لکھ کر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی اس کا عنوان تھا "بنگلہ زبان میں قرآنِ مجید کا چرچہ"۔ علاوہ ازیں احادیث نبویہ کو بھی آپ نے بنگلہ زبان میں منتقل کر دیا۔ اسی طرح "مضامینِ مجیب" بھی اہلِ تحقیق کے لیے ایک نادر تحفہ ہے۔

یہ کتاب ہندوستان میں مکتبہ ترجمان ۴۱۱۶، اردو بازار جامع مسجد دہلی نمبر ۱۱۰۰۰۶ اور مصری گنج مسجد نمبر ۱، مارکوئیش لین کلکتہ، مغربی بنگال اور پاکستان میں پروفیسر غلام نبی گورنمنٹ کالج باغبانپورہ لاہور سے طلب کی جا سکتی ہے۔

قارئین کرام متوجہ ہوں

ماہ جولائی ۱۹۸۹ء سے وی پی پیکٹ پر مبلغ ۸/- روپے بطور رجسٹریشن فیس وغیرہ کا اضافہ ہو گیا ہے، لہٰذا جملہ خریداران محدث کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنے سالانہ چندہ کے ختم ہونے کی اطلاع ملنے پر زرِ سالانہ کی ترسیل بذریعہ عام منی آرڈر فرما دیں۔ تاکہ مذکورہ ۸/ روپے کی زیر باری سے محفوظ رہیں۔ اور وی پی کی واپسی کی صورت میں ادارہ بھی نقصان سے محفوظ رہے۔ شکریہ!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Regd. No. L : 7895 Phone : 852897

Monthly 'MUHADDIS' Lahore

★ عناد اور تعصّب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں —— لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیمِ اُمّت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی اِرتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں —— لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمّت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے —— لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیّت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغِ دین اور نشر و اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے —— لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے —— لیکن

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے —— لیکن جاہلیّت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

◎

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو:

مُحدّث

کا مطالعہ فرمائیے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزیّن پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زرِ سالانہ ۵۰ روپے   فی پرچہ ۵/- روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL : 99 (J) MODEL TOWN, LAHORE-14

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ